بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجلس علماء احمدیہ قادیان کا ماہنامہ

إن تتقوا الله يجعل لكم فرقانا

ملأ اعلیٰ کا آسمانی گیت

سوچو جو شخص آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر[1] بھی بتا چکا

جلد ۳ نمبر ۴

مصلح موعود نمبر

فرقان

اپریل سنہ ۱۹۴۴ء

ایڈیٹر: ابو العطاء جالندھری

سالانہ چندہ دو روپے پیشگی

قیمت پرچہ ہذا دس آنے

۱ـ کلام الٰہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی شمس و قمر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــــ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہٖ کا تازہ کلام

ہو فضل تیرا یا رب، یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

مٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

سینہ میں جوش غیرت، اور آنکھ میں حیا ہو
لب پہ ہو ذکر تیرا، دل میں تری وفا ہو

شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰ ہو

محمود عمر میری کٹ جائے کاش یونہی
ہو روح میری سجدہ میں سامنے خدا ہو

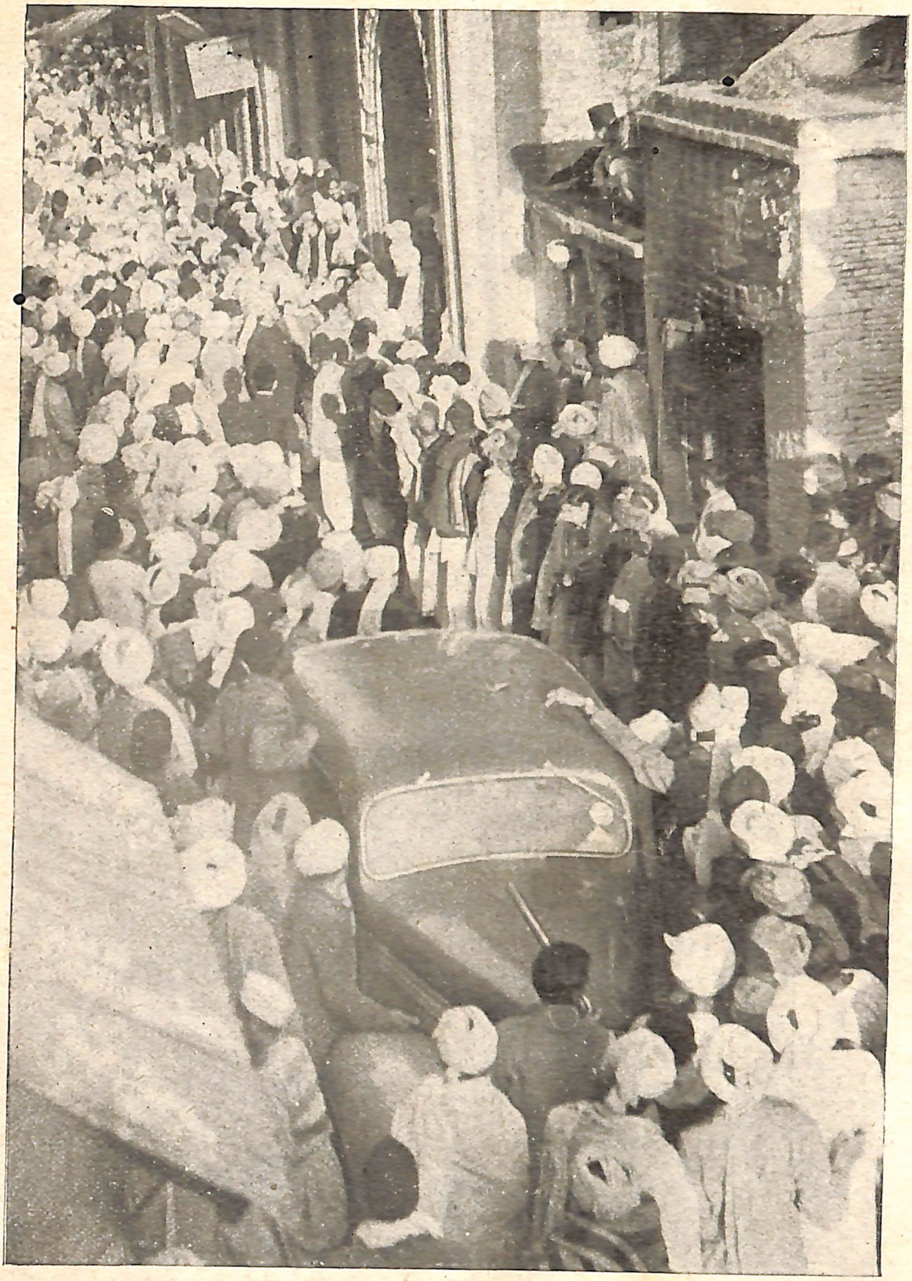
[illegible]عوئ مصلح موعود کے بعد ح[illegible]یدہ اللہ بنصرہ کی یہ پہلی نظم ہے۔ جو آج ۱۵ شہادت [illegible]ش (اپریل ۱۹۴۴ء) کو ارشاد فرمائی :- طالب دعا۔ (ایڈیٹر)

طالب دعا۔ فیض احمد بھٹی۔ کاتب:

'انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ'



حضرت امیر المومنین میرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۰ فروری سنہ ۱۹۴۴ء کو ھوشیار پور میں ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے اپنے وجود میں پورا ھونے کا اعلان فرمارھے ھیں۔



ہوشیار پور کے جس مکان میں اٹھاون (۵۸) سال قبل حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو 'مصلح موعود' کی
ولادت کی بشارت دی گئی اس میں ۲۰ فروری سنہ ۱۹۴۴ء
کو حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مع خدام
دعا فرمائی۔ حضور دعا کے بعد واپس تشریف لا رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَاِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا

فرقان کا مصلح موعود نمبر

جلد ۳	ماہ شہادت ۱۳۲۳ھ مطابق اپریل ۱۹۴۴ء	نمبر ۴

حضرت ام المؤمنین اطال اللہ بقاءھا کا اظہار تشکر

اور

جماعت کو دردمندانہ نصیحت

میں اپنے خدا کا کس طرح شکریہ ادا کروں۔ کہ اس نے مجھ ناچیز کو اپنے پاک و بزرگ مسیح کی زوجیت کے لئے چنا۔ اور میرے سر کو اپنے انتہائی انعام کے تاج سے مزین فرمایا۔ اور پھر میں اپنے خدا کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ اس نے میرے بیٹے محمود کو مصلح موعود کے مقام پر فائز کرکے میری عمر کے آخری حصہ میں مجھے ایک دوسرا تاج عطا کیا۔ پس مجھے میرے اوپر کی طرف سے بھی تاج ملا۔ اور میرے نیچے کی طرف سے بھی۔ اور یہ میرے خدا کا سراسر فضل و احسان ہے جس میں میری کسی خواہش اور کسی عمل اور کسی استحقاق کا ذرہ بھر بھی دخل نہیں۔ اور یہ دو تاج صرف میرا ہی حصہ نہیں ہیں۔ بلکہ میری پیاری جماعت بھی ان میں میرے ساتھ برابر کی حصہ دار ہے۔ مگر خدا کا ہر خاص انعام اپنے ساتھ خاص ذمہ داریوں کو بھی لاتا ہے۔ اور میری یہ دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی اور جماعت کو بھی ان اہم ذمہ داریوں کے پورا کرنے کی توفیق دے۔ جو اس کی طرف سے ہم پر عائد کی گئی ہیں۔ اے ہمارے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین

والسلام
ام محمود

۵ اپریل ۱۹۴۴ء

میں نے بڑی دُعاؤں کے بعد اعلان کیا ہے

سیّدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ کا ایک ایمان افروز گرامی نامہ

جناب مولوی عزیز بخش صاحب برادر جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے نام حسب ذیل مکتوب ارسال کیا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ مکرم و معظم صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیانی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج بذریعہ رجسٹرڈ بک پوسٹ پیکٹ ایک پرچہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۴۲ء آپکی خدمت میں ارسال ہے اس کے صفحہ ۱ پر آپکے خواب کی صحیح تعبیر دیگئی ہے۔ للہ اسے غور سے پڑھیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دُعا کریں کہ وُہ اپنے فضل و کرم سے آپ کو دائیں طرف والے رستہ پر آجانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مسلک ہے میں بھی دُعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے آمین۔ والسلام ۴۲/۲/۲۰۔ خاکسار عزیز بخش خادم مسیح موعود آنریری جائنٹ سکرٹری..."

اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے لفافہ کی پشت پر ہی تحریر فرمایا:۔

"پرچہ مل گیا۔ میں نے جو اعلان کیا ہے۔ بڑی دُعاؤں کے بعد کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ پر جھوٹ نہیں بولا۔ باقی آپ جو مولوی عبد الرحمٰن صاحب مصری کی تعبیر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اس کا جواب رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں موجود ہے۔ جب شائع ہوگا۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ درمیانی راستہ پر جانے والا غلطی پر ہے۔ یا ان تعبیروں کے مرتکب اور خدا تعالےٰ کے دین پر ہنسی کرنے والے؟ ـــ آپ کی دُعاؤں کا بہت بہت شکریہ۔ مگر یہ سمجھ میں نہ آیا کہ آپکے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر بھر کی دُعائیں آپ کی اولاد کے حق میں رد گئیں۔ تو آپ کی ایک دُعا سے کیا بنیگا؟ آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں کو جس امر کے بارہ میں بیکار قرار دیتے ہیں۔ تو اپنی دُعاؤں کو اس بارے میں کیا اور کیوں وقعت دیتے ہیں!!"

فرقان: حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کا مندرجہ بالا جواب ۴۲/۲/۲۴ فروری ۱۹۴۲ء کو جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے جناب مولوی عزیز بخش صاحب کو باقاعدہ مکتوب کی صورت میں پہونچا دیا جس حدیث نبوی کا حضور نے ذکر فرمایا ہے۔ وُہ اسی وقت الفضل و فرقان میں شائع کر دی گئی تھی۔ جو حسب ذیل ہے:۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال خطّ لنا رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطاً ثم قال ھٰذا سبیل اللہ ثم خطّ خطوطاً عن یمینہ و عن شمالہ و قال ھٰذہ سبل علیٰ کل سبیل منھا شیطان یدعو الیہ (مشکوۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۳۰)

ترجمہ: آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچا۔ اور فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر حضور نے اس کے دائیں اور بائیں اور کئی خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ ایسے راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان موجود ہے۔ اور اپنی طرف بلا رہا ہے۔

قوم کے لوگو اِدھر آؤ کہ نِکلا آفتاب

تحریر فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ یا رسُول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ شریف النسب کون ہے؟ پُوچھنے والے کی مراد تو غالباً یہ ہوگی۔ کہ عرب کے معروف قبائل میں سے حسب و نسب میں کون سب سے بڑھ کر ہے۔ مگر آنحضرت صلعم نے جو ہر موقعہ کو دینی تربیت کا ذریعہ بنا لیتے تھے بے ساختہ فرمایا کہ تم سب سے اشرف کی بابت پُوچھتے ہو؟ سب سے اشرف تو حضرت یوسفؑ ہیں۔ کہ خود نبی، باپ نبی، دادا نبی، پڑدادا نبی۔ یہ کیسے پیارے الفاظ تھے۔ جنہوں نے عربوں کے دُنیوی تفاخر کے جذبہ کو جڑ سے کاٹ کر ان کے خیالات کو دینی بڑائی اور شرافت کے رستہ پر ڈال دیا۔ واقعی اس میں کیا شُبہ ہے (اور یہ نظارہ غالباً دُنیا نے اس کے علاوہ کبھی نہیں دیکھا) کہ ایک شخص نہ صرف خود خدا کا برگزیدہ نبی بنتا ہے۔ بلکہ مسلسل چار پشتوں تک اس کی اولاد نبوت کا بلند رُتبہ انعام پاتی چلی جاتی ہے۔ پس حضرت یوسفؑ تو اس لحاظ سے اشرف تھے۔ کہ وہ نہ صرف خود نبی تھے۔ بلکہ ایک نبی کے بیٹے اور نبی کے پوتے اور نبی کے پڑپوتے بھی تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ اس لحاظ سے اشرف تھے۔ کہ نہ صرف خود ایک عظیم الشان نبی تھے۔ بلکہ ایک نبی (بلکہ دو نبیوں) کے باپ اور نبی کے دادا اور نبی کے پڑدادا بھی تھے۔ اللہ اللہ! یہ کیسا عظیم الشان شرف ہے، جو اس خاندان کو حاصل ہوا۔ جو حقیقۃً تاریخ عالم میں عدیم المثال ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کے قریباً چار ہزار سال بعد ہم دیکھتے ہیں، کہ موجودہ زمانہ میں پھر خدا نے اپنے ایک برگزیدہ بندے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابراہیمؑ کے پاک خطاب سے یاد فرمایا۔ اور ایک دفعہ نہیں، بلکہ کئی دفعہ اس مبارک نام سے پکارا جیسا کہ مثلاً ایک الہام میں فرمایا۔ اِنِّی مَعَکَ یَا اِبْرَاهِیْمُ۔ اور ایک دُوسرے الہام میں فرمایا۔ اَنَا اَخْرَجْنَا لَکَ زُرُوعًا یَا اِبْرَاهِیْمُ۔ پس ضروری تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بھی کوئی خصُوصیت اس نوع کی پائی جاتی جو ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ میں پائی جاتی تھی۔ اور وُہ خصُوصیت یہی نسلی اصطفاء کی خصوصیت تھی چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں اس خصوصیت کا ذکر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہُوں ۔ ٭ نیز ابراہیم ہُوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اس جگہ یقیناً نسل سے عام نسل مراد نہیں۔ کیونکہ نیک لوگوں کے نزدیک محض اولاد کا ہونا یا زیادہ اولاد کا ہونا ہرگز کوئی فخر کی بات نہیں۔ بلکہ اگر اولاد گندی ہو۔ تو اس کا وجود باعثِ ننگ و عار ہوتا ہے۔ اور ایسی

اولاد کی کثرت اس رنگ و عار کو اور بھی زیادہ بھیانک بنا دیتی ہے۔ پس لاریب اگر خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابراہیم کے نام سے یاد کیا۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نام کی تشریح میں اپنے کثیر النسل ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو اس میں ہرگز ہرگز محض اولاد یا محض کثرتِ اولاد مراد نہیں ہو سکتی تھی۔ بلکہ ابراہیمی طریق پر اولاد کے ایک حصہ کا اُوپر تلے اور نسلاً بعد نسلٍ خاص طور پر باخدا ہونا مراد ہے۔ اور ابراہیم کے نام میں ہی مَیں نے ہمیشہ یہ اشارہ سمجھا ہے۔ کہ مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ اولاد میں سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے ساتھ ملے ہوئے ظاہر ہونا تھا۔ اور آپ کا خلیفہ بننا تھا۔ جس طرح کہ حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ اپنے بزرگ باپ ابراہیمؑ کے خلیفہ ہوئے۔ اور کیا عجب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتوں میں سے بھی کسی سعید رُوح کے لئے اس ابراہیمی پہلو کا مظہر بننا مقدر ہو والغیب عند اللہ وقال اللہ تعالیٰ انا نبشرك بغلام نافلةً لك ولعل اللہ یحدث بعد ذالك امرًا۔

مصلح موعود کی علامات خواہ وہ آپ کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ یا آپ کے ذاتی اوصاف سے یا آپ کے کام سے (اور یہی علامات کے تین اہم پہلو ہیں) سب اس قدر صاف اور واضح ہیں۔ کہ اس بارے میں سوائے ایسے شخص کے جس نے خود تعصب کو اپنا وتیرہ بنا رکھا ہو، کوئی عقلمند انسان شک و شبہ کی گنجائش نہیں پاتا۔ بلکہ اگر غور کیا جائے۔ تو مصلح موعود کی علامات مسیح موعود کی علامات سے بھی زیادہ صاف اور نمایاں ہیں۔ کیونکہ جہاں مسیح موعود کی علامات اکثر صورتوں میں زبانی روایتوں کے ذریعہ صدیوں کی مسافت طے کر کے ہمیں پہونچی ہیں جس کی وجہ سے غلطی اور غلط فہمی کا امکان بہت بڑھ گیا ہے۔ وہاں مصلح موعود کی علامات خدا کی تازہ بتازہ وحی کے ذریعہ ساتھ ساتھ تحریر میں آکر ہماری آنکھوں کے بالکل سامنے موجود ہیں۔ پس علامات کا سوال میرے نزدیک زیادہ بحث طلب نہیں۔ اور اسی لئے میں اس جگہ اس بحث میں نہیں جاتا۔ اور نہ موجودہ مضمون کی گنجائش کے لحاظ سے اس جگہ اس بحث میں جا سکتا ہوں۔ مگر میں ایک اصولی بات جو غالباً کئی دوستوں کے لئے نئی ہوگی۔ کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ لوگوں کا یہ خیال ہے۔ اور درست خیال ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس کی صراحت فرمائی ہے بلکہ اپنے اس خیال کی بنیاد الہام الٰہی پر رکھی ہے۔ کہ جو پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مصلح موعود کے بارے میں درج ہے۔ وہ دو لڑکوں سے متعلق ہے۔ ایک بشیر اوّل کے متعلق جس کے ساتھ ان الہامات کا ابتدائی حصہ تعلق رکھتا ہے۔ اور دُوسرے مصلح موعود کے متعلق جس کے ساتھ بعد کے الہامات کا تعلق ہے۔ جو ان الفاظ سے شروع ہوتے ہیں۔ کہ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔" مگر اول تو ساری الہامی عبارت پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ بشیر اول کے ساتھ تعلق رکھنے والا الہام صرف ایک درمیانی پیرے میں بیان ہوا ہے۔ اور اوپر اور نیچے ہر دو جگہ مصلح موعود کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں میرا یقین ہے۔ کہ درحقیقت یہ سارے الہامات معہ درمیانی پیرے کے مصلح موعود

ہی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ صرف فرق یہ ہے۔ کہ بعض الفاظ بشیر اول کے ساتھ براہ راست تعلق رکھتے ہیں اور مصلح موعود کے ساتھ بالواسطہ۔ اور بعض الفاظ مصلح موعود ہی کے ساتھ براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے اور افسوس ہے۔ کہ اس بات کو اکثر لوگوں نے ابھی تک نہیں سمجھا۔ کہ مصلح موعود کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہاموں میں بشیر ثانی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ "ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا"۔ اس سے ظاہر ہے کہ مصلح موعود صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی مثیل نہیں بلکہ حضور کے متوفی لڑکے بشیر اول کا بھی مثیل ہے۔ یعنی اس کی بالقوۃ استعدادوں کا وارث ہے۔ اس لئے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے الہامات کا ایک حصہ گو بیشک اصالۃً بشیر اول سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر اس کے مثیل ہونے کے لحاظ سے وہ بالواسطہ مصلح موعود پر بھی چسپاں ہوتا ہے۔ اور اس طرح یہ ساری پیشگوئی ہی دراصل مصلح موعود سے تعلق رکھنے والی قرار پاتی ہے۔ کچھ براہ راست۔ اور کچھ بالواسطہ۔ میری یہ تشریح خدا کے فضل سے ایسی ہے۔ کہ اسے غور سے مطالعہ کرنے والے انشاء اللہ اس کے ذریعہ بہت سے مخفی علوم کو پائیں گے۔ اور انہیں کئی الجھنوں کا علاج مل جائیگا مگر افسوس ہے۔ کہ میں خود اس جگہ اس کی زیادہ تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ اور اسی اشارہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

لیکن کسی ربانی موعود کے متعلق اصل سوال علامات کا بھی نہیں ہے۔ کیونکہ علامات بھی ایک درمیانی چیز ہیں۔ بلکہ اصل سوال اور اصل مقصد اسے قبول کرکے خدائی انعامات کے وارث بننے سے تعلق رکھتا ہے اور چونکہ مصلح موعود کا کام جیسا کہ اس کے نام اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے الہامات سے ظاہر ہے۔ اندرونی اور بیرونی اصلاح ہے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کے دعویٰ کا سب سے پہلا اور سب سے ضروری نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کو ماننے والے آپ کے اس خداداد منصب کو لوگوں تک پہونچائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو دنیا کے سامنے ایک عظیم الشان آیت اور نشان کے طور پر رکھیں اور دوسری طرف نہ ماننے والوں پر سب سے پہلا فرض یہ عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ اس خدائی انکشاف کے بارے میں جو ایک رحمت کے نشان کا مقدمہ ہے۔ خالی الذہن ہو کر غور کریں۔ اور اگر اسے سچا پائیں۔ تو اس کا انکار کرکے خدا کے غضب کو بھڑکانے والے نہ بنیں۔ اس ذیل میں ہمارا سب سے پہلا خطاب اپنے غیر مبایع بھائیوں سے ہے۔ جو ہمارے قریب تر ہیں۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہاموں کو خدائی وحی یقین کرنے اور آپ کی پیشگوئیوں پر ایمان لانے کے مدعی بنتے ہیں۔ آج سے پہلے تو وہ عموماً یہ کہکر ٹال دیا کرتے تھے۔ کہ جب خود حضرت میاں صاحب کو ہی مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ نہیں۔ اور نہ ان پر اس بارے میں خدا تعالےٰ نے کوئی انکشاف کیا ہے۔ تو ہم خواہ مخواہ کیوں اس طرف توجہ دیں۔ اور خدا پر تقدم کرنے والے کیوں بنیں مگر اب تو ان کا یہ عذر بھی خدا نے توڑ دیا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے خدا کی طرف سے

ایک واضح رؤیا کے ذریعہ علم پاکر اپنے دعویٰ کا اعلان فرما دیا ہے۔ پس اب ہمارے ان بھائیوں کا کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اور کم از کم تقوی اللہ اور خشیۃ اللہ کے ماتحت ان کا یہ فرض ہوگیا ہے کہ وہ اس کے متعلق خالی الذہن ہوکر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور انکار کی طرف جلدی قدم نہ اٹھائیں۔ کہ یہ راہ بے حد خطرناک ہے۔ پس اے ہمارے روٹھے ہوئے بھائیو! خدا آپ کی آنکھیں کھولے۔ اب آپ کے لئے ان دو راستوں کے سوا کوئی تیسرا راستہ کھلا نہیں۔ کہ یا تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو بغیر سوچے سمجھے مفتری علی اللہ قرار دے کر ان کے ربانی انکشاف کو ٹھکرا دیں (لیکن میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپ میں سے اکثر باوجود انتہائی مخالفت کے ابھی تک ایسی جرأت نہیں کرسکتے۔ کیونکہ آپ لوگوں کے دل مانتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ مفتری علی اللہ نہیں) اور یا ان کے دعوے پر ٹھنڈے دل سے غور کرکے خدائی آواز کو جو اپنے ساتھ بھاری شواہد رکھتی ہے۔ قبول کریں اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک سرسری اظہار ہی نہیں ہے۔ بلکہ آپ نے متعدد مرتبہ مؤکد بعذاب قسم کھا کر یہ اعلان کیا ہے۔ کہ خدا نے آپ کو بتایا ہے۔ کہ آپ مصلح موعود اور مثیل مسیح اور اس کے برحق خلیفہ ہیں۔ پس بھائیو! خدا کے لئے انکار کی طرف جلدی نہ کرو۔ اور سوچو۔ اور سمجھو۔ آپ میں سے کئی خدا کے برگزیدہ مسیح کے صحبت یافتہ ہیں۔ اور اے کاش! آپ کو یہ معلوم ہوسکتا۔ کہ ہمارے دل آپ کی جدائی پر کس قدر زخمی اور کس قدر دردمند ہیں۔ پس میں پھر کہتا ہوں۔ کہ انکار کی طرف جلدی نہ کرو۔ اور سوچو، اور سمجھو۔ اور پھر سوچو اور سمجھو۔ خدا نے اپنے تین زبردست نشانوں کے ساتھ اپنی مشیت کو ظاہر فرمایا ہے۔ اوّل اپنے قول سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر مشتمل ہے۔ دوسرے اپنے فعل سے جو غیبی نصرت اور آسمانی تائید کی صورت میں ظاہر ہورہا ہے۔ اور تیسرے اس تازہ شہادت سے جو خدا نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ پر اس پیشگوئی کے بارے میں انکشاف کرنے کی صورت میں پیش کی ہے۔ پس کیا آپ ان تینوں نشانوں کو رد کر دیں گے؟

اور پھر صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا اپنا رؤیا ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ سینکڑوں مومنوں کی خوابیں بھی شامل ہیں۔ اور آپ لوگ یقیناً یہ جرأت نہیں کرسکتے اور خدا کے لئے یہ جرأت نہ کرنا کہ ان سب کو مفتری اور کذاب کہہ کر ان کی شہادت کو رد کر دو۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ اگر آپ لوگوں کو ان خوابوں پر تسلی نہیں۔ تو یہ نسخہ بھی آزما دیکھو۔ کہ کم از کم ایک ہفتہ تک بالکل خالی الذہن ہوکر، اور خدا کی طرف توجہ لگا کر اور اسی کو اپنا حَکَم بنا کر اس

سے دُعا کرو۔ کہ وہ اس بارے میں آپ پر حق کھولدے۔ مگر ضروری ہے۔ کہ آپ کی دُعائیں محض رسمی دُعائیں نہ ہوں۔ بلکہ تقوی اللہ اور خشیت اللہ پر مبنی ہوں۔ اور اسی خشوع وخضوع اور سچائی کی تڑپ کے ساتھ زبان پر آئیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے۔ تو بعید نہیں۔ کہ خدا آپ پر رحم کرے۔ اور اپنے مبارک منشاء کو آپ پر ظاہر فرمائے۔ اور یا ویسے ہی ان دُعاؤں کے نتیجہ میں آپ پر حق کھل جائے اَے خدا تو اپنے فضل ورحم سے ایسا ہی کر۔ اور اپنے پاک مسیحؑ کے نام لیوؤں کی ہدایت کا سامان پیدا کردے آمین یا ارحم الراحمین ٭

بالآخر گو مَیں اس کا عادی نہیں۔ اور اس قسم کے اظہار سے طبعاً گریز کرتا ہُوں۔ مگر اپنے بچھڑے ہُوئے بھائیوں کی ہدایت کی غرض سے اس جگہ اپنی بھی ایک رؤیا بیان کئے دیتا ہوں۔ تا شاید وہی کسی بھٹکے ہُوئے دوست کی ہدایت کا باعث بن جائے۔ وانما الاعمال بالنیات۔ قریباً دو سال یا شاید سوا دو سال کا عرصہ ہُوا۔ جبکہ ابھی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طرف سے مصلح موعود کے بارے میں کوئی تعیین اعلان نہیں ہوا تھا۔ اور نہ آپ پر اس بارے میں خدا کی طرف سے کوئی انکشاف ہی ہوا تھا۔ اور میرے وہم وگمان میں بھی مصلح موعود والی پیشگوئی کا مضمون نہیں تھا۔ کہ میں نے ایک خواب دیکھی۔ مَیں نے دیکھا۔ کہ مَیں اپنے مکان کے صحن میں کھڑا ہُوں۔ اور اسی صحن کے شرقی جانب جو مکان حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کا ہے۔ جس میں آجکل حضور کی حرم اول سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ رہتی ہیں۔ اس کے سب سے بالائی حصہ میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک علیحدہ خانگی مسجد سی بنا رکھی تھی۔ ایک خوبصورت نوجوان کھڑا ہُوا ہمارے صحن کی طرف جھانک رہا ہے۔ اس نوجوان کا رنگ شفاف اور سفید تھا۔ جو اپنی سفیدی کی وجہ سے گویا چمک رہا تھا۔ میں نے جب اس نوجوان کی طرف نظر اٹھائی۔ تو اشارے کے ساتھ اس سے پوچھا۔ کہ تم کون ہو۔ اس نے اس کے جواب میں مجھے آہستہ سے کہا۔ "خلیفہ۔ ۔ ۔ ۔ الدین" یعنی خلیفہ کے لفظ کے بعد کوئی لفظ بولا۔ جو میں سمجھ نہیں سکا۔ اور آخری لفظ الدین تھا۔ اس پر میں نے تفریح کے خیال سے سوالیہ رنگ میں کہا۔ "خلیفہ ناصر الدین؟" اس نے غالباً سر ہلا کر جواب دیا۔ کہ نہیں۔ بلکہ میرا نام کچھ اور ہے۔ جس پر مَیں نے کہا۔ "خلیفہ صلاح الدین؟" اس پر اس نے آہستگی کے ساتھ گویا اس بات کو مخفی رکھ کر بتا رہا ہے۔ عربی میں جواب دیا "نعم"۔ پھر میں قدم بڑھا کر اپنے کمرہ کی طرف جانے لگا۔ تو جب میں دروازہ کے قریب پہونچا۔ تو یہ نوجوان نہایت آہستگی اور وقار کے ساتھ ہوا میں اُترتا ہوا میرے دائیں کندھے پر اس طرح آبیٹھا۔ کہ اس کی ایک ٹانگ میرے سامنے کی طرف آگئی۔ اور ایک پیچھے کی طرف پیٹھ کے ساتھ رہی۔ اور منہ میری طرف تھا۔ جونہی کہ یہ نوجوان میرے کندھے پر اترا۔ میں نے اس کی ٹانگوں کو سہارا دینے

کے رنگ میں اپنے ہاتھوں کے ساتھ تھام لیا۔ اور اسے آہستگی کے ساتھ کہا "بڑی دیر سے آئے"۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اور صبح اٹھنے پر مجھے اس کی کوئی تعبیر تو کچھ سمجھ نہیں آئی۔ البتہ میں نے اسے ایک عجیب سی خواب سمجھ کر اس کا ذکر اپنے کئی عزیزوں کے ساتھ کیا۔ اور اس کے بعد میں اس خواب کو بھول گیا۔ اور دو سال تک بالکل بھولا رہا۔ آخر جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے گزشتہ ایام میں ایک رؤیا کی بنا پر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ تو اس وقت مجھے میری لڑکی عزیزہ امۃ الحمید بیگم اور میری بھانجی عزیزہ محمودہ بیگم سلمہا اللہ نے یاد کرایا۔ کہ دو سال ہوئے آپ نے یہ خواب دیکھی تھی۔ اور ساتھ ہی کہا۔ کہ ہمارے خیال میں یہ خواب حضرت صاحب کے دعویٰ مصلح موعود پر چسپاں ہوتی ہے۔ تب میں سمجھا۔ کہ واقعی یہ خواب اسی امر کے متعلق تھی چنانچہ غور کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ اس خواب میں کئی باتیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) اس نوجوان کا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے مکان پر اور اس کے بلند ترین حصہ میں نظر آنا جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے وجود کی طرف اشارہ تھا۔

(۲) اس کا اپنا نام "خلیفہ صلاح الدین" ظاہر کرنا۔ جو ان الفاظ کا لفظی ترجمہ ہے۔ کہ وہ مصلح موعود جو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ بھی ہے۔ اور سب جانتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا بعینہٖ یہی دعویٰ ہے۔

(۳) اس کا آہستگی اور اخفا کے رنگ میں بولنا گویا کہ ابھی پورے انکشاف اور اعلان کا وقت نہیں آیا تھا۔

(۴) اس کا میرے سوال کے جواب میں عربی زبان میں "نعم" کہنا جو عین حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے اس رؤیا کے مطابق ہے جس میں آپ نے اپنے آپ کو عربی میں گفتگو فرماتے دیکھا ہے۔

(۵) میرا اسے یہ الفاظ کہنا۔ کہ "بڑی دیر سے آئے" جو مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الہامی الفاظ کا لفظی ترجمہ ہے۔ کہ "دیر آمدہ"۔

پس یہ ایک واضح خواب تھی۔ جو خدا تعالےٰ نے مجھے آج سے قریباً دو سال قبل دکھائی۔ اور اس خواب کی شہادت اس بات سے اور بھی زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔ کہ جب میں نے یہ خواب دیکھی۔ اس وقت نہ میرے خیال میں یہ آیا۔ کہ یہ خواب مصلح موعود کے متعلق ہے۔ اور نہ ہی ان لوگوں کا خیال اس طرف گیا جنہیں میں نے یہ خواب سنائی۔ بلکہ مجھے تو یہ خواب بھی بھولی ہوئی تھی۔ جو دو سال بعد بعض عزیزوں کے یاد دلانے سے یاد آئی۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے آج سے دو یا سوا دو سال قبل یہ خواب دیکھی۔ اور گو اس کا کوئی لفظ حافظہ کی غلطی سے بدل گیا ہو۔ مگر مفہوم اور حقیقت بالکل یہی تھے۔ اور اہم الفاظ بھی یہی تھے اور میں نے یہ خواب اسی وقت اپنے بعض عزیزوں کو سنا دی تھی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میرے یہ عزیز ہرگز جھوٹ نہیں بولیں گے اور یہ خواب ان سینکڑوں خوابوں میں سے ایک خواب ہے۔ جو جماعت کے کثیر التعداد دوستوں کو آچکی ہیں۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا اپنا رؤیا ان سب سے بالا ہے۔ پس خدارا ہمارے غیر مبایع احباب ان حقائق پر غور کریں۔ اور اس محبت کے ہاتھ کو رد نہ کریں۔ جو خدائے رحیم و کریم نے دنیا کی طرف بڑھایا ہے۔ یہ ایک رحمت کا نشان تھا۔ اور سب کے لئے رحمت ہی رہنا چاہیئے۔ اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔ خاکسار مرزا بشیر احمد

قادیان

زندہ معجزہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے نظیر نشانِ صداقت

درخواست

پیارے بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کا ظہور اللہ تعالیٰ کی ہستی، اسلام کی صداقت، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایک زبردست دلیل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں تحریر فرمایا تھا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ۔۔۔ جو ہوگا ایک دِن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا ۔۔۔ دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دِل کی غذا دی ۔۔۔ فسبحان الّذی اخزی الاعادی

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ متحقق ہو چکا، اور پسرِ موعود اپنی شانِ محبوبیت کے ساتھ ہمارے درمیان موجود ہے۔ وُہ جسے حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہونے کے باعث مہ (چاند) قرار دیا گیا اپنے انوار و انفاسِ قدسیہ کے ذریعہ انقلابِ عالم کا موجب ہو رہا ہے۔ مبارک وُہ آنکھ جو اسے شناخت کرے، مبارک وُہ لوگ جو خدا کے موعود کو مانیں۔

غیر مبایع بھائیوں سے درخواست ہے کہ وُہ جلد بازی سے اس نشانِ رحمت کو رد نہ کر دیں، بلکہ خدا ترسی اور پُورے غور سے ہمارے معروضات کو مطالعہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کریں کہ وُہ خود ان پر حقیقت کھول دے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

شرطِ تقویٰ تھی کہ وُہ کرتے نظر اس وقت پر ۔۔۔ شرط یہ بھی تھی کہ کرتے صبر اور کچھ دن قرار
کیا وُہ سارے مرحلے طے کر چکے تھے علم کے ۔۔۔ کیا نہ تھی آنکھوں کے آگے کوئی رہ تاریک و تار

فصل اوّل

عظیم الشان آسمانی نشان

(۱) پیشگوئی مصلح موعود کی تقریب۔ (۲) پیشگوئی کی غرض وغایت (۳) پیشگوئی کے الہامی الفاظ (۴) پیشگوئی کی بے نظیری۔

پیشگوئی کی تقریب

۱۸۸۵ء کا واقعہ ہے۔ کہ قادیان کے "ساہوکاران و دیگر ہندو صاحبان" میں سے منشی تاراچند صاحب کھتری۔ لچھمن رام صاحب۔ پنڈت نہال چند صاحب وغیرہ دس[۱۰] اصحاب نے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک مخلصانہ چٹھی لکھی۔ اس کے ابتداء میں تحریر کیا کہ

"بعد ما وجب بکمال ادب عرض کی جاتی ہے۔ کہ جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں۔ کہ جو طالب صادق ہو۔ اور ایک برس تک ہمارے پاس آکر قادیان میں ٹھہرے۔ تو خدا تعالےٰ اس کو ایسے نشان دربارۂ اثبات حقیقتِ اسلام ضرور دکھائے گا۔ کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں۔ سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں۔ لنڈن اور امریکہ والوں سے زیادہ حقدار ہیں۔"

آگے چل کر تحریر کیا کہ:۔

"ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں۔ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے۔ کہ وُہ سچا۔ اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راستبازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دُعاؤں کو قبول کر لیتا ہے۔ اور قبولیت دُعا سے قبل از وقت اطلاع بخشتا ہے۔ یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے۔ یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وُہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے۔"

اس چٹھی کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ:۔

"بعد ما وجب۔ آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے۔ مجھ کو ملا۔ چونکہ یہ خط سراسر انصاف و حق جوئی پر مبنی ہے اور ایک جماعت

طالب حق نے جو عشرہ کاملہ ہے۔ اس کو لکھا ہے۔ اس لئے بتمامتر شکر گزاری اس کے مضمون کو قبول و منظور کرتا ہوں۔ اور آپ سے عہد کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے۔ کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں۔ تو ضرور خدائے قادر مطلق جلشانہٗ کی تائید و نصرت سے **ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا۔ جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔"**

فریقین کے مکمل خطوط اپنی تمہیدی عبارت کے ساتھ اسی وقت لالہ شرمپت رائے ممبر آریہ سماج قادیان نے تین گواہوں کی گواہی کے ساتھ ریاض ہند پریس امرتسر میں بصورت اشتہار شائع کر دیئے (تبلیغ رسالت جلد ۱۔ صفحہ ۴۹-۵۴) ساہوکار صاحبان کے مکتوب میں نشان آسمانی کے لئے مدت بایں الفاظ مقرر کی گئی تھی:۔

"سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ وہ ابتدائے ستمبر ۱۸۸۵ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام **ستمبر ۱۸۸۶ء** کے اخیر تک ہو جائے گا۔"

اواخر دسمبر ۱۸۸۵ء یا اوائل جنوری ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامًا بتایا گیا۔ کہ:۔

"تمہاری عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی۔"

چنانچہ حضورؑ جنوری ۱۸۸۶ء میں حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوری رضؓ حضرت شیخ حامد علی صاحب رضؓ اور ایک تیسرے شخص کی معیت میں ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ اور چالیس دن تک پوری خلوت نشینی اختیار فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنے فضل کے دروازے کھولے اور بہت مکالمات فرمائے۔ اس مجاہدہ عظیمہ کے خاتمہ پر حضورؑ نے ہوشیارپور سے ہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں **انسانی طاقتوں سے بالاتر قبولیت دعا کے نشان** کے بارے میں پیشگوئی شائع فرمائی۔

پیشگوئی کی غرض و غائت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

(الف) "خدائے رحیم و کریم۔ بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلشانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ:۔

میں تجھے ایک **رحمت کا نشان** دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ **قبولیت** جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح

اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں۔ باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں۔ کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

(ب) "یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں۔ بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم۔ رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلےٰ و اولےٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

ان اقتباسات سے بوضاحت ثابت ہے۔ کہ پیشگوئی مصلح موعود کی اغراض حسب ذیل ہیں:-

(۱) زندگی کے خواہاں موت کے پنجہ سے نجات پائیں۔ یعنی لوگوں کو رُوحانی زندگی حاصل کرنے کا موقع ملے۔

(۲)۔ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔

(۳)۔ حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

(۴)۔ لوگ قادرِ مطلق خدا کی قدرتوں پر ایمان لائیں۔

(۵)۔ لوگ یقین کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ اور ان کی دُعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

(۶) منکرینِ اسلام پر اس ذریعہ سے اتمام حجت ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت کا اظہار ہو۔

پیشگوئی کے الہامی الفاظ

۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں الہامات کا ایک حصہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ آپ کی ذریت طیبہ، اور آپ کی جماعت کے مستقبل سے عمومی تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

"تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے۔ عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہونچائے گا۔ میں تجھے اُٹھاؤں گا۔ اور اپنی طرف بلاؤنگا۔ پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا۔ اور ایسا ہو گا۔ کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں

اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں۔ وُہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی اور نامرادی میں مرینگے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دُونگا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس دُوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے۔ جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے"

ان الہامات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کامیابی و کامرانی کی بشارت دی۔ آپ کی ذریت طیبہ کے تاقیامت سرسبز رہنے کی خبر دی۔ آپ کی جماعت کے دائمی غلبہ و تفوق کا کھلا اعلان فرمایا ہے۔ نیز حضور کے دشمنوں کے نامراد و ابتر رہنے کی پیشگوئی کی ہے۔ یہ تمام امور ہمیشہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر براہین قاطع ہیں۔ اور اشتہار ۲۰ر فروری سنہ ۱۸۸۶ء کا حصہ ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ قریب ترین زمانہ کے لئے ایک معین پیشگوئی جو ان سب امور کے لئے بمنزلہ اساس و بنیاد اور انسانی طاقتوں سے بالاتر نشان ہے۔ اور ساہوکاران قادیان کے مطالبہ کا جواب بھی ہے۔ وہ ۲۰ر فروری سنہ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بایں الفاظ بہ پیرایۂ الہام و وحی درج ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

"تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملیگا وُہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل سے ہوگا۔

خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دیگئی ہے۔ اور وُہ رجس سے پاک ہے۔ وُہ نور اللہ ہے۔ مبارک وُہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس (بشیر۔ ناقل) کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وُہ دُنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وُہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وُہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وُہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالینگے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وُہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا

اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا۔ وکان امراً مقضیاً"۔ (اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء)

اس عبارت میں جس فرزندِ گرامی کی بشارت دی گئی ہے۔ اور جس کی صفات و خصائل ذکر کئے گئے ہیں۔ اسی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اختصاراً "مصلح موعود" کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ اس اقتباس کے بارے میں یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ الہامی تشریح کے مطابق لفظ "خوبصورت پاک لڑکا" سے لے کر لفظ "آسمان سے آتا ہے" تک عبارت بشیر اول کے متعلق ہی ہے۔ جو بطور مہمان آیا۔ اور جلد فوت ہو گیا۔ اور اس کے علاوہ سارا اقتباس مصلح موعود یا بشیر ثانی کے لئے ہے۔ (مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنام حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳۔ نمبر ۱۰)

پیشگوئی کی بے نظیری کی تحدی

اشتہار ۲۰ر فروری سنہ ۱۸۸۶ء کا جو اقتباس اوپر درج ہوا ہے اس سے پیشگوئی کی عظمت اور جلالتِ شان ظاہر ہے۔ یہ عظمت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے جب یہ معلوم ہو کہ کلام الٰہی میں اس پیشگوئی کی بے نظیری کی تحدی کی گئی، اور مخالفین و منکرین کو اس کی مثال لانے کے لئے چیلنج کیا گیا۔ مگر وہ عاجز و ناکام رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ:-

"اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے۔ جو ہم نے اپنے بندے پر کیا۔ تو اِس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ اور یاد رکھو۔ کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو۔ کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے"۔ (اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء)

ظاہر ہے۔ کہ یہ تحدی، اور یہ چیلنج اسی صورت میں دیا جا سکتا تھا۔ جبکہ پیشگوئی مصلح موعود کا ظہور ان منکرین اور مخالفین کی زندگی میں ہونے والا تھا۔ ورنہ اگر مصلح موعود نے صدیوں بعد ظاہر ہونا ہوتا۔ جیسا کہ بعض غیر مبایع خیال کرتے ہیں۔ تو منکروں کو یوں نہ للکارا جاتا کہ:-

"اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو"۔

پس پیشگوئی کی تقریب، پیشگوئی کی غرض و غایت، پیشگوئی کے الہامی الفاظ، اور پیشگوئی کی بے نظیری کی تحدی سے صاف ثابت ہے۔ کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صلبی فرزند اور بشیر اول کے بعد فوراً پیدا ہونے والا لڑکا ہے:-

فصل دوم

مُبارک نسل کے متعلّق خُدائی وعدے

پنڈت لیکھرام اور سعداللہ لدھیانوی کی ابتری کا نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ولادت ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء کو ہوئی تھی۔ ۱۸۸۴ء میں آپ کی شادی حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہان بیگم اطال اللہ بقاء ہا سے ہوئی۔ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں آپ نے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ شائع فرمایا کہ:۔

"تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی"

یعنی آپ کی عمر اکاون (۵۱) برس ہو چکی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ کہ آپ کی ذریت ہمیشہ قائم رہے گی۔ اور آپ کو ایک خاص اور نہایت ہی بابرکت فرزند بھی بخشا جائے گا۔ اس وعدہ کا ان حالات میں پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ایک کُھلا نشان تھا۔ مخالفین یہ تو نہ کر سکے کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی تحدی کے مطابق اپنے متعلق بھی کوئی ایسا ہی نشان پیش کرتے البتہ انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اپنی ذریت اور مصلح موعود کے بارے میں کبھی پوری نہ ہوگی۔ بلکہ آپ (نعوذ باللہ) ابتر رہیں گے، اور ناکام و بے اولاد ثابت ہوں گے۔ آریوں میں سے پنڈت لیکھرام اور مسلمان کہلانے والوں میں سے مولوی سعد اللہ لدھیانوی اس بدزبانی میں پیش پیش تھے۔ پنڈت لیکھرام نے لکھا تھا کہ:۔

(۱) "آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی"

(۲) "ہمارا الہام یہ کہتا ہے۔ کہ لڑکا کیا تین ۳ سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائیگا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۸ و صفحہ ۵۰۱)

مولوی سعد اللہ لدھیانوی نے لکھا تھا کہ ؎

"اِنَّذ بہین و قطع و تین است بہرِ تو ... بے رونقی و سلسلہ ہائے مزوری

اکنوں باصطلاح شما نام ابتلاء است　　آخر بروز حشر وبایں وار خاسری"

(رسالہ شہاب ثاقب بر مسیح کاذب)

یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتر دیکھنا چاہتے تھے۔ اور وحی الٰہی نے حضور ؑ سے کہا۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ کہ تو ابتر نہ ہوگا۔ تیرے معاند ہی ابتر ہوں گے۔ حضور سعد اللہ لدھیانوی کو مخاطب کرکے تحریر فرماتے ہیں:۔

"حق سے لڑتا رہ۔ آخر اے مردار تو دیکھے گا۔ کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے۔ بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت یہ الہام ہوا ہے۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ سعد اللہ جو تجھے ابتر کہتا ہے۔ اور یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ تیرا سلسلہ اولاد اور دوسری برکات کا منقطع ہو جائیگا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ خود ابتر رہے گا" (رسالہ انوار الاسلام صفحہ ۱۲)

کیا یہ چمکتا ہوا نشان نہیں۔ کہ پنڈت لیکھرام بے اولاد اس دنیا سے چل بسا۔ اس کی ذریت میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ سعد اللہ لدھیانوی کا بھی اس الہام کے بعد کوئی لڑکا زندہ نہ رہا۔ اس الہام سے پہلے کا لڑکا بھی لاولد مر گیا؟ یقیناً یہ خدا کا عظیم الشان نشان ہے۔ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت کے انقطاع کا دعوےٰ کیا۔ ان کی ذریت منقطع ہوگئی۔ کیا اس میں ان لوگوں کے لئے عبرت کا سامان نہیں۔ جو لاہوری احمدی کہلا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک نسل کے انقطاع کا اعلان کر رہے ہیں؟ کیا اس کا نتیجہ یہ نہ ہوگا۔ کہ خدا ان کی نسلوں سے برکت اور رُوحانیت چھین لے گا؟ ہاں میں کہتا ہوں کہ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو۔ کہ کیا خدا کے مسیح کی ذریت کو روحانیت و برکات سماویہ سے محروم قرار دینے والے اپنی اولادوں کو تباہی کے گڑھے میں نہیں دھکیل رہے کیا ان کی اولادیں اسلام و احمدیت کی بجائے کفر و الحاد کی آغوش میں نہیں جا رہیں؟ خدارا پنڈت لیکھرام اور سعد اللہ لدھیانوی کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ کے متعلق حضور سے جو وعدے فرمائے اور جس طرح ان کا ایفاء فرمایا۔ اس پر مندرجہ ذیل دس اقتباسات شاہد ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "قد اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسیح الموعود یتزوج و یولد له، ففی هذا اشارة الی ان اللہ یعطیه ولدًا صالحًا یشابه اباه ولا یاباه

ویکون من عباد اللہ المکرمین والسّرّ فی ذالک ان اللہ لا یبشّر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الّا اذا قدّر تولید الصالحین وھذہ ھی البشارۃ الّتی قد بشّرت بھا من سنین ومن قبل ھذہ الدعوٰی لیعرفنی اللہ بھذا العلم فی اعین الّذین یستشرفون وکانوا للمسیح کالمستعجلین" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۸ و ص۵۷۹)

ترجمہ: "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ آنے والا مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس پیشگوئی میں اس طرف اشارہ تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ مسیح موعود کو خاص طور پر ایک صالح فرزند عطا کرے گا۔ جو حسن واحسان میں اس کا نظیر ہوگا۔ اور ہر بات میں اس کا مطیع وفرمان بردار۔ وُہ اللہ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔ اس میں بھید یہ ہے۔ کہ اللہ کی سنت یہی ہے۔ کہ وُہ نبیوں اور ولیوں کو تبھی اولاد کی بشارت دیا کرتا ہے جب اس نے ان کی اولاد کو صالح بنانا مقدر فرمایا ہو۔ خود مجھے بھی کئی سال پیشتر بلکہ اس دعوے سے بھی قبل یہی بشارت مل چکی ہے۔ تا اس علامت کے ذریعہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو میری شناخت کرائے۔ جو مسیح کے منتظر اور اس بارے میں جلدی کرنے والے تھے۔"

(۲) "اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعودؑ کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۱۲)

(۳) "خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا۔ جو آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وُہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نُوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دُنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا۔ اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔" (تریاق القلوب ص۶۴-۶۵)

(۴) الہام اشکر نعمتی رأیت خدیجتی پر تحریر فرمایا:-

"یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس نکاح کی طرف تھی۔ جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا۔ جس سے بفضلہ تعالیٰ چار لڑکے پیدا ہوئے۔ اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے۔ جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہوگی" (نزول المسیح ص۱۴۶)

(۵) "جیسا کہ خدا کے فعل بطور نشان میرے واسطہ سے ظہور میں آ رہے ہیں۔ اور اولاد بھی نشان ہوگی جیسا کہ خدا نے نیک اور بابرکت اولاد کا وعدہ دیا۔ اور پورا کیا" (سراج منیر ص۵)

(۶) "الہام یہ بتلاتا تھا کہ چار لڑکے ہونگے۔ اور ایک کو ان میں سے ایک عرفِ خدا مسیح حقیقت الہام نے بیان کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے"

(تریاق القلوب ص۴۱)

(۷) "تمام پیشگوئیوں کے مجموعی الفاظ یہ ہیں۔ کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائیگا" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۵)

(۸) "خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا" (تحفہ گولڑویہ ص۱۷)

(۹) "ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء" (ازالہ اوہام ص۱۵۶)

(۱۰) شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی کے تذکرہ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"دورِ او چوں شود تمام بکام ✽ پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا۔ تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا۔ جو اس کے نمونہ پر ہوگا۔ اور اس کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے بعد اس کی یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے۔ جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے" (نشان آسمانی ص۱۴)

ان اقتباسات سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "مبارک نسل" "آسمانی نوروں کو پھیلانے والی" "نیک اور بابرکت اولاد" کا وعدہ دیا تھا۔ اور اسے پورا فرمایا نیز اس مبارک نسل میں سے ایک فرزند کے متعلق خصوصیت سے وعدہ فرمایا۔ کہ وُہ "حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود کا نظیر" "عمر خدا مسیح صفت" "ہدایت میں کمال پانے والا" "رُوح القدس کی برکات پانے والا" ۔ اور "مسیح موعود کا جانشین و یادگار بننے والا" ہوگا۔ اسی موعود فرزند کو مصلح موعود اور پسر موعود کی اصطلاحات سے یاد کیا گیا ہے:۔

فصل سوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ اولاد ذریت طیبہ ہے

آسمانی شہادتیں اور اہل پیغام کا اقرار

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عام قانون کے طور پر فرمایا ہے:۔

"ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین"

کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو اسی اولاد کی بشارت دیتا ہے جس کا صالح اور پاکیزہ ہونا علم الٰہی میں مقدر ہوتا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۹)

اور پھر اپنی موجودہ اولاد کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی
مری اولاد سب تیری عطا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی

بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
فسبحان الذی اخزی الاعادی
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے
فسبحان الذی اخزی الاعادی"

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے سلسلہ میں

الہاماً بتلایا کہ :-

"من اعرض عن ذکری نبتلہ بذریۃ فاسقۃ ملحدۃ یمیلون الی الدنیا ولا یعبدونی شیئاً۔ جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا۔ ہم اس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جنکی ملحدانہ زندگی ہوگی۔ وہ دُنیا پر گرینگے۔ اور میری پرستش سے ان کو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا۔" (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صـ۶ حاشیہ)

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ :-

"میں التزاماً چند دُعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اوّل اپنے نفس کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ خُدا مجھ سے وُہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو۔ اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دُعا مانگتا ہوں۔ کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔ اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ خواہ ہم انہیں جانتے ہیں۔ یا نہیں جانتے۔" (رسالہ سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم صـ۲۲)

مولوی محمد علی صاحب یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ :- **حضرت صاحب کی دُعائیں میاں صاحب کے حق میں ہیں** لکھتے ہیں کہ :-

"دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امام حسن و حسین کے لئے بھی دُعائیں کی ہوں گی۔ بلکہ انہیں اپنی چادر کے اندر لے کر ان کے لئے دُعائیں کیں۔ مگر باوجود ان دُعاؤں کے حضرت امام حسن رضؓ نے حاصل شدہ خلافت کو معاویہ کے حق میں ترک کیا۔ صرف دُعاؤں کے کرنے سے خلیفہ بن جانا لازم نہیں آتا۔" (پیغام صلح ۱۴ جنوری ۱۹۱۵ء صـ۳)

گویا جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضؓ و امام حسین رضؓ کے حق میں دُعائیں کیں۔ اور وُہ طاہر و مطہر اور سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے لئے دُعائیں کیں۔ اور یہ سب طاہر و مطہر اور اہل الجنۃ ہیں۔ اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا :- انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (تذکرہ صـ۶۱۲-۶۲۰ وغیرہ) کہ میں ان کا طاہر و مطہر ہونا کھُلے طور پر ثابت کردوں گا۔ چنانچہ

غیر مبائعین نے بھی اختلاف کے باوجود اقرار کیا کہ :-

"اس میں کس ایمان دار کو کلام ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند، صاحب علم، صاحب عفت، صالح، اور نہایت نیک اطوار اور ائمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں۔ اور یہ سب فرزند بلاشبہ روحانی اور جسمانی دونوں معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ کی آل ہیں۔ اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ کے الہام کے پورے مصداق ہیں" (پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء لیڈنگ آرٹیکل)

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسب ذیل تین حوالے خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) "ان پیشگوئیوں میں بہت سی نسل کا وعدہ دیا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کو دیا تھا۔ چنانچہ اس وعدہ کی بنا پر مجھے یہ چار بیٹے دیئے۔ جو اب موجود ہیں" (براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۶۴-۶۵)

(۲) "مجھے بشارت دی گئی تھی۔ کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہوگی۔ اور اس میں سے اولاد ہوگی۔ تا پیشگوئی حدیث یتزوّج ویُولد لہٗ پوری ہو جائے۔ یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے۔ کہ مسیح موعود کو خاندان سیادت سے تعلق دامادی ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یولد لہٗ کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو۔ اعلیٰ اور طیب خاندان سے چاہیئے۔ اور وہ خاندان سادات ہے" (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۶ حاشیہ طبع ثانی)

(۳) "میری نسبت، اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو۔ ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا" (الوصیت صفحہ ۲۶)

پس بالبداہت ثابت ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس ذریّت طیبہ کا وعدہ دیا گیا۔ اس کے اوّلین مصداق موجودہ فرزند ہیں۔ اور اسی مبارک نسل میں مرد مسیحی صفت موجود ہے۔ یہی وہ نسل ابراہیم ہے۔ جس میں سے وحی الٰہی "یُخرج ھمّہٗ وغمّہٗ دوحۃ اسمٰعیل فاخفھا حتّٰی یخرج" (تذکرہ صفحہ ۵۲۹) کے مطابق نخل اسمٰعیل نے پیدا ہونا تھا۔ بہر حال مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موجودہ فرزندوں میں سے ایک ہے۔ مولوی محمد علی صاحب خود لکھ چکے ہیں:-

"قرائن اگر میاں محمود صاحب کے حق میں ہیں۔ تو اس سے بہت بڑھ کر دوسرے بچوں کے حق میں ہیں" (رسالہ المصلح الموعود مطبوعہ جون ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۳)

فصل چہارم

مصلح موعود کی ولادت کے زمانہ کی تعیین

نوسالہ میعاد میں بشیر اوّل کے بعد بلا توقف پیدا ہونیوالا فرزند ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات و بیانات پر نظر کرنے سے روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ مصلح موعود کی ولادت کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے **نوسال** کی میعاد مقرر تھی ۔ حضرت مسیح موعود نے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں اپنے لڑکوں کی ولادت کے سلسلہ میں شائع کیا تھا کہ :۔

"بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے"

لیکن مصلح موعود کا اس کی مقررہ صفات کے ماتحت **عمر پانے والا** ہونا لازمی تھا ۔ اس لئے عوام کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے وحی خفی نے مصلح موعود کی ولادت کے لئے **نوسال** کی میعاد مقرر کر دی ۔ جس کا ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل عبارتیں ہیں :۔

(۱) "ہم جانتے ہیں ۔ کہ ایسا لڑکا (مندرجہ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء) بموجب **وعدۂ الٰہی نوسال** کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا ۔ خواہ جلد ہو ۔ خواہ دیر سے ۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا ۔" (اشتہار

(۲) "اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے ۔ کہ **نو برس** کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے ۔ یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے ۔" (اشتہار ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء)

(۳) "اس کے جواب میں یہ واضح ہو ۔ کہ جن **صفات خاصہ** کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو **نو برس** سے بھی دو چند ہوتی ۔ اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا ۔" (اشتہار ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء)

(۴) "غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے ۔ یا بالضرور اس کے قریب حمل میں ۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا ۔ یہ وہی لڑکا ہے ۔ یا وہ کسی اور وقت میں **نو برس** کے عرصہ میں پیدا ہوگا ۔" (اشتہار ۸ ۔ اپریل ۱۸۸۶ء)

(۵) "نہیں دیکھتے کہ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں صاف صاف تولد فرزند موصوف کے لئے **نو برس کی میعاد** لکھی ہے۔ اور اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں کسی برس یا مہینے کا ذکر نہیں۔ اور نہ اس میں یہ ذکر ہے۔ کہ جو **نو برس کی میعاد** رکھی گئی تھی۔ وہ اب منسوخ ہو گئی ہے۔" (اشتہار محک اخیار و اشرار)

(۶) "**نو برس** کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ نخواہ پیدا ہو گی۔ چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔" (اشتہار محک اخیار و اشرار)

ان اقتباسات سے عیاں ہے۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے **پسر موعود** کے تولد کے لئے نو سال کی میعاد مقرر تھی۔ ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو صاحبزادہ **بشیر اول** پیدا ہوئے۔ اور کم عمری میں فوت ہو جانے والے بیٹوں کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گئے۔ اس پر مخالفین نے ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا کہ مصلح موعود فوت ہو گیا۔ اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ حالانکہ انہیں الہاماً کبھی بھی مصلح موعود قرار نہ دیا گیا تھا وہ وحی کی عبارت کے رُو سے **مہمان** تھے۔ اس شورِ مخالفت کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے **نو سالہ میعاد** میں ایک **مزید تعیین** کی تصریح ہو گئی۔ اور وہ یہ کہ بشیر ثانی یا مصلح موعود اب **بلا توقف** پیدا ہو گا۔ یہ تعیین اگرچہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہامی فقرہ مندرجہ ذیل میں موجود تھی۔ کہ:۔

"اس (بشیر اول) کے ساتھ فضل (بشیر ثانی یا مصلح موعود) ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا"

لیکن بشیر اول کی وفات سے جہاں دشمنوں کا اندرونہ ظاہر ہو گیا۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید تسلی کے طور پر دوبارہ صراحتاً یہی خبر دی گئی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

(الف) "بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے۔ بشیر ثانی کے لئے بطور **ارہاص** تھا۔ اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(ب) "ظلمت اور روشنی دونوں اس لڑکے (بشیر اول) کے قدموں کے نیچے ہیں۔ یعنی اس کے قدم اٹھانے کے بعد جو **موت** سے مراد ان کا آنا ضروری ہے۔ سو اے لوگو! جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا۔ حیرانی میں مت پڑو۔ بلکہ خوش ہو، اور خوشی سے اچھلو۔ کہ اس کے **بعد اب روشنی آئے گی**۔" (سبز اشتہار مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(ج) "ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں **بلا توقف** لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو **محمود** پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی **عظیم الشان** ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے۔ تو پاک دل

کے ساتھ سوچو" (سراج منیر صفحہ ۳۴ حاشیہ)

دشمنوں نے خیال کیا تھا۔ کہ بشیر اول کی وفات سے مصلح موعود والی پیشگوئی غلط ثابت ہو گئی۔ یا ٹل گئی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:۔

"دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالٰے کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے۔ اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا لگاتا ہے۔ کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے" (سبز اشتہار)

خلاصہ یہ ہے۔ کہ مصلح موعود کی ولادت کے لئے نو سال کی میعاد مقرر تھی۔ اور اس عرصہ میں اس کا بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہونا معین تھا۔

فصل پنجم

حضرت مصلح موعود کی ولادت باسعادت اور پاکیزہ جوانی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگان سلسلہ کی شہادتیں

(۱) بشیر اول کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا۔ کہ:۔

"خدا تعالٰے کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔ (۱) اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے ۔۔۔۔۔۔ دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آ جائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالٰے

نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔ پس اوّل اس نے قسم اوّل کے انزالِ رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ تا بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ کا سامان مومنوں کے لئے تیار کرکے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے ..... اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اوّل کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء۔" (سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

چنانچہ اس اشتہار کے قریباً ڈیڑھ ماہ بعد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو بشیر ثانی۔ محمود۔ یعنی حضرت مصلح موعود کی ولادت باسعادت ہوئی، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی دن ایک اشتہار بعنوان "تکمیلِ تبلیغ" شائع فرمایا جس میں دس شرائط بیعت پیش کرکے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ گویا جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکمیل رحمت کے لئے بشیر ثانی کا تولد ہوا۔ اسی دن تکمیل تبلیغ کے لئے شرائط بیعت کا اعلان ہوا۔ اس طرح احمدیہ سلسلہ اور مصلح موعود توأم قرار پائے۔ اس اشتہار میں حضرت اقدس نے تحریر فرمایا:-

"آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔" (اشتہار تکمیل تبلیغ)

اس جگہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محض اللہ تعالیٰ کے استغنا اور پیشگوئی کے بارے میں بعض اخفائی پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والے فرزند کے نام بشیر اور محمود کو "تفاؤل" قرار دیا، اور "کامل انکشاف" پر دوبارہ اطلاع دینے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ لفظ "کامل انکشاف" سے ثابت ہے۔ کہ عمومی انکشاف تو موجود تھا۔ ہاں کامل انکشاف کا انتظار تھا۔ اصولی طور پر تو اتنا کافی تھا۔ کہ اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس تعیینِ مصلح موعود کو بطور "تفاؤل" قرار دیا تھا۔ بعد ازاں ۱۹۰۸ء تک اس کی تردید نہیں فرمائی۔ لیکن معاندین پر اتمام حجت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور صریح حوالہ بھی موجود ہے۔ حضور ۱۸۹۴ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

"ان لی کان ابناً صغیراً وکان اسمہ بشیراً فتوفاہ اللہ فی ایام الرضاع واللہ

خیر و ابقی للذین آثروا سبل التقوی والارتیاع فالہمت من ربی انا نردہ علیک تفضلاً علیک وکذلک رأت امہ فی رؤیاھا ان البشیر قد جاء وقال انی اعانقک اشد المعانقۃ ولا افارق بالسرعۃ فاعطانی اللہ بعدہ ابناً آخر وھو خیر المعطین فعلمت انہ ھو البشیر وقد صدق الخبیر فسمیتہ باسمہ واری حلیۃ الاول فی جسمہ۔" (سر الخلافۃ طبع دوم صـ ۵۰)

ترجمہ: میرا ایک چھوٹا بچہ تھا جس کا نام بشیر (اول) تھا۔ اللہ نے اسے شیر خوارگی میں ہی وفات دے دی۔ تقوی و خدا ترسی کی راہوں کو ترجیح دینے والوں کے لئے اللہ ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ تب مجھے اللہ تعالےٰ نے الہاماً فرمایا۔ انا نردہ علیک تفضلاً علیک۔ کہ ہم اسے از راہِ احسان تمہارے پاس واپس بھیج دیں گے۔ ایسا ہی اس بچے کی والدہ نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ بشیر آگیا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں آپ سے مضبوطی سے چمٹ جاؤں گا۔ اور جلد جدا نہ ہونگا۔ اس الہام اور رؤیا کے بعد اللہ تعالےٰ نے مجھے دوسرا فرزند بخشا۔ اور وہ بہتر عطا کرنے والا ہے۔ تب میں نے جان لیا۔ کہ یہ وہی بشیر موعود ہے۔ اور خدا تعالےٰ اپنی خبر میں صادق ہے۔ چنانچہ میں نے اس بچے کا نام بشیر ہی رکھا۔ اور مجھے اس کے جسم میں بھی پہلے بشیر کا حلیہ نظر آتا ہے۔"

یہ ایک فیصلہ کن حوالہ ہے۔ کہ الہام اور رؤیا کے رُو سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والا فرزند ہی بشیر ثانی اور مصلح موعود قرار دیا گیا ہے۔ پھر ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت (پیشگوئی) کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے۔" (سراج منیر صـ ۳۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا۔ تو نادان مولویوں، اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی۔ اور بار بار ان کو کہا گیا۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے۔ کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خورد سالی میں فوت ہو جاتا۔ تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالےٰ نے مجھے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس

دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۶)

(۲) جناب مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹۰۶ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان پر ریویو کرتے ہوئے ایک مضمون کا کچھ حصہ نقل کرنے کے بعد لکھا کہ:-

"اس وقت صاحبزادہ (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب) کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے اور تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دل میں ہوگا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی۔ اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک خارق عادت بات ہے...... اور وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں۔ کہ اگر یہ افترا ہے۔ تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا۔ کہ گندہ ہوتا۔ نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱۸)

(۳) حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین رضؓ نے فرمایا:-

(الف) "میں چاہتا تھا۔ کہ حضرت کا صاحبزادہ میاں محمود احمد جانشین بنتا۔ اور اسی واسطے میں ان کی تعلیم میں سعی کرتا رہا" (اخبار بدر ۲۲ جون ۱۹۰۸ء)

(ب) مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :- "۱۹۱۱ء میں جو وصیت آپ (حضرت خلیفہ اول) نے لکھوائی تھی۔ اور جو بند کرکے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی۔ اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا" (رسالہ حقیقت اختلاف ص ۴۶)

(ج) جناب پیر منظور محمد صاحب نے حضرت خلیفہ اولؓ سے عرض کیا۔ کہ "مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے۔ کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں" تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں۔ اور ان کا ادب کرتے ہیں"

پیر صاحب موصوف نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ان پر تحریر فرمایا:

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نور الدین ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء

"یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمدؐ سے کہے ہیں۔ نور الدین ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء) (رسالہ پسر موعود صفحہ ۲۵)

(۴) جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے فیروز پور میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ:۔

"صاحبزادہ صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ اپنے لیکچر کو ختم کیا ہے۔ میں اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مگر جو حقانیت ان کے دل پر مرتسم ہے۔ وہ بڑے بڑے آدمیوں میں نہیں۔ اگرچہ ہم نے کوئی گدی نہیں بنائی۔ مگر میں اتنا کہتا ہوں۔ کہ آپ نے اور پیروں کے بیچے بھی دیکھے ہیں میرے مرشدزادہ اور پیر زادہ کو بھی آپ نے دیکھا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم پر کیسا شیدا ہے۔ اور اس کے حقائق و معارف بیان کرنے میں کیسا قابل ہے" (الحکم ۸۔ جون ۱۹۰۹ء)

(۵) جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم نے جلسہ سالانہ ۱۹۱۰ء کے موقعہ پر فرمایا کہ:۔

"ایک یہ بھی الہام تھا۔ کہ انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلا الخ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ جو مسیح موعودؑ کے بارہ میں ہے۔ کہ یتزوج و یولد له یعنی آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ منجملہ ذریت طیبہ کے اس تھوڑی سی عمر میں جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا۔ اور سنایا ہے۔ اور جس قدر معارف اور حقائق بیان کئے ہیں۔ وہ بے نظیر ہیں۔ اب کوئی انہیں معمولی سمجھے اور کہے۔ یہ تو کل کے بچے ہیں۔ ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں۔ اور کپڑے کودتے پھرتے ہیں۔ تو یاد رہے۔ یہ فرعونی خیالات ہیں .... انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے جیسے کہ الہام میں تھی۔ اور میں نے تو ارہاص کے طور پر یہ سب ارشاد مشاہدہ کئے ہیں۔ اس لئے

میں مان چکا ہوں۔ کہ یہی وُہ فرزند ارجمند ہیں۔ جن کا نام محمود احمد سبز اشتہار میں موجود ہے۔" (ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ر جنوری ۱۹۱۱ء)

(۶) غیر مبایعین نے ۱۹۱۴ء میں اختلاف کے بعد بھی اقرار کیا۔ کہ:۔

"پیارے ناظرین! ہم آپ کو یقین کلی دلاتے ہیں۔ کہ ہم صاحبزادہ صاحب کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجاء و ماوی سمجھتے ہیں۔ اور ان کی پاکیزگیٔ رُوح اور بلندیٔ فطرت اور علوِ استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کو مانتے ہیں۔ اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ علیٰ مانقول شہید۔ صرف اعتقاد میں فرق ہونے کی وجہ سے ہم ان سے بیعت نہیں کر سکتے۔" (مقالہ افتتاحیہ پیغام صلح ۲۹ر مارچ ۱۹۱۴ء)

یہ تمام اقتباس اپنے مفہوم میں نہایت واضح ہیں۔ اے کاش غیر مبایع دوست خدا ترسی اور تدبر سے کام لیں۔

فصل ششم

موعود اولاد میں سے مصلح موعود ہونے پر جماعت احمدیہ کا اجماع

غیر مبایعین کے مُسلّمہ حوالہ جات

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مرزا خدا بخش صاحب نے جو غیر مبایعین کے مایۂ ناز عالم تھے۔ اپنی کتاب عسل مصفّٰی مطبوعہ ۱۹۰۰ء میں لکھا۔ کہ:۔

"ایک دفعہ ایسے وقت میں جبکہ ابھی تک مسیح موعود کی کوئی اولاد نئی زوجہ سے جو ایک بڑے مشہور خاندان سادات سے تھیں۔ نہیں ہوئی تھی پیشگوئی کی۔ کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو مشرق سے مغرب تک دینِ اسلام کو پھیلائے گا۔ اس کا نام بشیر اور عمانوایل ہوگا۔ اور وُہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دیکھو ضمیمہ ریاض ہند مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سو یہ پیشگوئی بھی بکمال صفائی پوری ہوگئی۔ اس وقت تک چار ہی لڑکے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک وُہ موعود بھی ہے۔ جو اپنے وقت پر اپنے کمالات ظاہر کریگا اور جو حضرت اقدس کا جانشین ہوگا۔" (عسل مصفی جلد ۲ صفحہ ۵۸۲ مطبوعہ ۱۹۰۰ء)

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ میں جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے اپنی کتاب موسومہ آیات الرحمٰن مطبوعہ ۱۹۰۲ء میں تحریر کیا۔ کہ :-

"حضرت اقدس کا زیادہ تر خیال چوتھے فرزند کی طرف ہے۔ کہ وُہی موعود خاص ہوں لیکن پھر ہم کہتے ہیں۔ کہ ان ہر چہار صاحبزادوں میں سے جس کو اللہ تعالےٰ اپنے فضل خاص سے موعود خاص مقرر فرمائے۔ وہی ہوگا۔ الغرض ابھی کسی کی تعیین نہیں ہوئی۔ اب ناظرین غور کریں۔ کہ یہ کیسی زبردست پیشین گوئیاں ہیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہوتی ہیں" (آیات الرحمٰن صفحہ ۴۸)

جناب مولوی صاحب کا ایک بیان (بدر ۲۶ر جنوری ۱۹۱۱ء) سے اوپر نقل ہو چکا ہے ۱۹۰۲ء میں آپ تعیین نہ سمجھتے تھے۔ مگر اس پر کامل یقین رکھتے تھے۔ کہ موجودہ اولاد میں سے ہی موعود خاص یا مصلح موعود معین کیا جائیگا۔

(۳) ۱۹۱۳ء میں ایک فتنہ پرداز شخص نے ٹریکٹ اظہار الحق نامی شائع کیا۔ جس میں لکھا۔ کہ :-

"مصلح موعود آئندہ صدی کے سر پر آئے گا۔ ابھی سے اس کا انتظار فضول ہے"

اس پر انجمن انصار اللہ نے اس ٹریکٹ کا جواب بنام "اظہار حقیقت" مورخہ ۲۸ر نومبر ۱۹۱۳ء کو شائع کیا۔ جس میں لکھا۔ کہ :- "ہمارے خیال میں تیرا یہ لکھنا ہی فضول ہے۔ خدا نے جسے بھیجنا ہے اس کا وقت کسی کو کیا معلوم خدا جب چاہے گا بھیجدیگا۔ اور تیرا یہ لکھنا درست نہیں۔ کہ وُہ صدی کے سر پر آئیگا۔ کیا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحٰقؑ۔ اور حضرت اسحاقؑ کے بعد حضرت یعقوبؑ اور ان کے بعد حضرت یوسفؑ یکے بعد دیگرے نبی نہیں ہوئے؟ پھر کیا حضرت داؤدؑ کے بعد حضرت سلیمانؑ نہیں ہوئے۔ صدی کے سر پر کی شرط کہاں سے آئی؟ حدیث میں تو یہ ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد ضرور آئیں گے۔ نہ یہ کہ درمیان میں نہیں آئیں گے۔ یہ بات کہ نہیں آئیں گے۔ حدیث سے نکال کر دکھا۔ یا حضرت اقدسؑ کی کتب سے ثابت کر۔ حضرت اقدسؑ نے تو بشیر اول کی پیدائش پر اس کے مصلح موعود ہونے کو ممکن اور جائز قرار دیا تھا۔ چنانچہ سبز اشتہار کے صفحہ ۴ سطر ۶ میں لکھتے ہیں۔ کہ اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا تھا کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو۔ اب تم خود ہی سمجھ لو۔ کہ آئندہ صدی کے سر سے پہلے مصلح موعود آسکتا ہے یا نہیں؟" (رسالہ اظہار حقیقت صفحہ ۱)

یہ اقتباس ثابت کر رہا ہے۔ کہ خلافت اولیٰ میں جماعت احمدیہ کا مصلح موعود کے ظہور کے بارے میں کیا عقیدہ تھا۔ نیز اس عبارت سے مولوی محمد علی صاحب کے اس اعتراض کا جواب بھی مل جاتا ہے۔ جو انہوں نے

حدیث مجدد کو پیش کر سکے کب ہے۔ کہ ضروری ہے کہ مصلح موعود "صدی کے سر پر آئے" (پیغام صلح ۸ مارچ ۱۹۴۴ء) یہ جواب آج نہیں دیا جا رہا۔ بلکہ جماعت احمدیہ نے یہ رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں شائع کیا۔ اور کسی کی طرف سے اس کی تردید نہ ہوئی جس سے اس کا مسلمہ عقیدہ ہونا واضح ہے :-

فصل ہفتم

دعویٰ مصلح موعود کا الہامی اعلان اور حلفیہ بیانات

غیر مبایعین کے مطالبہ کے رُو سے بھی ان پر اتمام حجت ہو گئی

۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ نے غیر مبایعین کے سامنے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے مصلح موعود ہونے کو پیش کیا۔ تو انہوں نے مطالبہ کیا۔ کہ خود ان کی طرف سے الہامی دعویٰ اور حلفیہ بیان پیش ہونے پر ہم مان لیں گے۔ اخبار "پیغام صلح" میں لکھا گیا۔ کہ :-

"ہمیں حضرت صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب کے موعود لڑکا ماننے میں کوئی بھی عذر نہیں۔ اور نہ ہمیں مسیح موعود کے لڑکوں میں سے کسی لڑکے کی جانشینی کا کوئی سوال ہے۔ حضرت اس موعود لڑکے کے متعلق حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں یہ علامت بتلائی کہ وُہ قریب اور وحی کے ساتھ مخصوص کیا جائے گا۔ سو وحی اور مامور ہونے کا ہمیں انتظار ہے۔ کسی بات سے انکار نہیں"۔ (۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ)

جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے رسالہ موسومہ "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" میں حلفیہ بیان کا مطالبہ کرتے ہوئے تحریر کیا :-

"کم از کم میں اپنے متعلق فیصلہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس حلف کے بعد مجھ پر حرام ہوگا۔ کہ میں حضرت میاں صاحب کے عقائد کے خلاف کچھ لکھوں۔ یا میں قبول کر لوں گا۔ یا ان کی دعاؤں میں لگ جاؤں گا۔ بہر حال میں خاموش ہو جاؤں گا۔ اگر وُہ مصلح موعود ہیں۔ تو پھر وُہ حلفاً یہ بیان کریں۔ کہ آیا الہاماً ان کو اطلاع ملی۔ کہ وُہ وہی فرزند ہیں جس کا اشارہ

سبز اشتہار میں ہے" (صـــ۲۳)

سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۴۴ء تک تیس ۳۰ برس کے لمبے عرصہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے دلائل و براہین کے رُو سے غیر مبایعین پر حجت تمام ہوتی رہی۔ کتابیں اور رسالے شائع ہوئے۔ مناظرات بھی ہوئے لیکن سنہ ۴۴ء کے آغاز میں، جب فریقین اس پیشگوئی کے بارے میں مدت سے خاموش تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ پر بذریعہ رؤیا انکشاف ہوا۔ کہ آپ ہی وہ مثیلِ مسیح موعود ہیں جسے حضرت اقدس نے مصلح موعود کے لفظ سے ذکر فرمایا ہے۔ آپ پر الہاماً بھی نازل ہوا" انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہ" یہ حقیقت روحانیہ ایک فولادی میخ کی طرح آپ کے دل میں گڑ گئی۔ تب بڑی دعاؤں کے بعد کامل خشیت اللہ کے ساتھ حضور ایدہ اللہ واعزہ ونصرہ نے اس امر کا پہلے قادیان میں (۲۸ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء کو) اعلان فرمایا۔ پھر دُوسرے شہروں میں ہزاروں کے مجمعوں میں اس آیۃ اللہ کی منادی کی۔ چند اقتباسات درج ذیل ہیں :-

(۱) "یہ جو فرمایا۔ کہ مثیلہ وخلیفتہ۔ اس خدائی الہام نے وُہ بات جو ہمیشہ میرے سامنے پیش کی جاتی تھی۔ اور جس کا جواب دینے سے ہمیشہ میری طبیعت انقباض محسوس کیا کرتی تھی۔ آج میرے لئے بالکل حل کر دی ہے۔ یعنی اس الہام الٰہی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وُہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے متعلق تھی۔ خدا تعالیٰ نے میری ہی ذات کے لئے مقدر کی ہوئی تھی" (الفضل یکم فروری سنہ ۴۴ء خطبہ جمعہ صـــ۵)

(۲) "بہر حال میرے لئے خدا تعالیٰ نے حقیقت کو کھول دیا ہے۔ اور اب میں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہہ سکتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی پُوری ہوئی" (الفضل یکم فروری سنہ ۴۴ء صـــ۸)

(۳) "میں خُدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کا وُہ موعود بیٹا قرار دیا ہے۔ جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہونچانا ہے" (الفضل ۲۴ فروری سنہ ۴۴ء۔ تقریر جلسہ ہوشیارپور)

(۴) "میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے بھی بچ نہیں سکتا۔ کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ اور میں ہی وُہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دُنیا کے کناروں تک پہنچیگا۔ اور توحید دُنیا میں قائم ہوگی" (الفضل ۱۸ مارچ سنہ ۴۴ء تقریر جلسہ لاہور)

ان اقتباسات کے علاوہ حضورؓ نے لدھیانہ کے جلسہ کے موقعہ پر بھی حلفیہ اعلان فرمایا۔ کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ اب خدا ترس غیر مبائع دوستوں کے لئے بجز اس کے چارہ نہیں کہ حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت میں داخل ہو جائیں۔ یا کم از کم اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری سے دُعا میں لگ جائیں:۔

فصل ہشتم

مصلح موعود کی سب سے بڑی خصوصیت

"تین کو چار کرنے والا" موعود فرزند کون ہے؟

اہل پیغام کی ہدایت کیلئے نہایت عجیب حوالہ

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہامی الفاظ "اور وُہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے بعد بریکٹوں میں تحریر فرمایا ہے "اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے" پھر "تریاق القلوب" میں رقم فرماتے ہیں:۔ "اشتہار ۲۰ فروری میں یہ لکھا ہے۔ کہ وُہ تین کو چار کرنے والا ہوگا جس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ وُہ چوتھا لڑکا ہوگا۔ یا چوتھا بچہ ہوگا" (صـ۴) بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی کیا اخفاء ہوتا ہے۔ پسر موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وُہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ مگر ہمارے موجودہ سانت[1] لڑکے ہی کسی نہ کسی

[1] اس جگہ اگر یہ سوال ہو۔ کہ نو سالہ میعاد کی رُو سے صاحبزادہ مبارک احمد مرحوم کو حضرت قدسؑ کس طرح شامل فرماتے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یا تو اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں اخفاء کے پہلو کے غالب خیال کے باعث حضور علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہے۔ اور یا پھر بعض دفعہ مصلحت الٰہی ایک بات کو ذہن سے اوجھل کر دیتی ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ مجھے یاد ہی نہ تھا کہ آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل قرآن مجید میں نازل ہو چکی تھی۔ (بخاری) علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے۔ کہ صاحبزادہ مبارک احمد کے لئے تین کو چار کرنے والا علیحدہ الہام بھی تھا:۔

طرح تین کو چار کرنے والے ہیں الخ" (سیرت المہدی حصّہ اول صفحہ ۴۳ روایت حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے جون ۱۹۱۴ء میں ایک رسالہ "المصلح الموعود" لکھا تا ثابت کریں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ مصلح موعود نہیں۔ انہوں نے خیال کیا۔ کہ وُہ بشیر اول کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے وُہ تین کو چار کرنے والے قرار نہیں پا سکتے۔ لہذا انہوں نے اسی کو مصلح موعود کی امتیازی صفت، اور "اصل شناخت" قرار دے دیا لکھتے ہیں :-

"یاد رہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں موعود کی ایک خاص صفت کا ذکر ہے۔ جس سے اس کا تعیین ہو جاتا ہے۔ اور وُہ صفت یہ ہے۔ کہ "وُہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" یہی ایک صفت ایسی ہے۔ جو اس کا تعیین کرتی ہے۔ اور باقی صفات عام الفاظ ہیں اس کی آئندہ کامیابیوں کے متعلق ہیں۔ لیکن تین کو چار کرنے کی صفت خاص ہے" (المصلح الموعود صفحہ ۱۴-۱۵)

مولوی صاحب نے جس نیت سے یہ الفاظ لکھے تھے۔ وُہ تو ظاہر ہی ہے۔ مگر آؤ خدا کی قدرت کا عجیب نشان ملاحظہ کرو کہ کس طرح اس نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو اس خاص صفت سے متصف کر کے متعین کر دیا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے۔ کہ ۱۹۱۵-۱۶ء میں جب جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب رضؓ نے اخبار "پیغام صلح" میں بعض مضامین شائع کرائے۔ تو "پیغام صلح" میں اس سلسلہ میں لکھا گیا تھا۔ جو آج جملہ غیر مبایعین پر حجت ملزمہ ہے۔ وُہ حوالہ حسب ذیل ہے :-

"تین کو چار کرنے والا"

مکرم بندہ! جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پیغام صلح مجریہ ۲۵/۱/۱۶ میں جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ایڈیشنل جج و مجسٹریٹ لاہور کا ایک مضمون جس کا ہیڈنگ "میلاد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم" ہے۔ پڑھ کر از حد خوشی ہوئی۔ شروع سے آخر تک مضمون کو خوب نبھایا ہے۔ اور ساتھ ہی مجھ کو

ایک کشف یا خواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا (جس کے راوی ہمارے قبلہ حضرت میر صاحب میر ناصر نواب صاحب ہیں) جناب خان بہادر صاحب موصوف کی نسبت یاد آ گیا۔ امید ہے۔ حضرت قبلہ میر صاحب کو بھی خوب یاد ہوگا۔ کیونکہ حضرت میر صاحب نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ دہلی کے سفر میں خاکسار کو سنایا تھا۔ وھو ھذا۔

"حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ میں نے کشف میں دیکھا۔ کہ چار کرسیاں بچھی ہیں۔ تین پر ہیں۔ اور ایک خالی پڑی ہے۔ سامنے سے مرزا سلطان احمد خانصاحب آ گئے ہیں۔ تو میں نے مرزا سلطان احمد خانصاحب کو کہا ہے۔ کہ چوتھی کرسی پر آپ بیٹھ جاویں۔"

یہ حضرت میر صاحب کی روایت کا مفہوم ہے۔ امید ہے۔ حضرت قبلہ میر صاحب، یا حضرت صاحبزادہ خان صاحب اس کی تعبیر فرما کر احمدی احباب کو مشکور فرمائیں گے۔ خداوند تعالےٰ کے دربار میں ممکن ہے۔ کہ تین کو چار کرنے والا آخر مرزا سلطان احمد خان صاحب ہی ہوں۔ خاکسار محمد جان احمدی۔ از وزیر آباد"

(اخبار پیغام صلح جلد ۳۔ نمبر ۹۴۔ ۳ فروری ۱۹۱۶ء۔ صفحہ ۶۔ کالم ۲)

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف بیان کیا گیا ہے جس سے ثابت ہے کہ ایک وقت آنے والا تھا۔ جب خود حضور علیہ السلام جناب مرزا سلطان احمد صاحب کو چوتھی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دینے والے تھے۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں۔ بلکہ خدائی تقدیر کا زبردست ہاتھ تھا۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم نے نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور نہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے وقت میں سلسلہ میں شامل ہوئے۔ ان کی چوتھی کرسی خالی ہی رہی۔ مگر جب وقت مقدر آیا۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کے "حسن و احسان میں نظیر" نے اپنے عہد خلافت میں انہیں خالی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت کی حلقہ بگوشی میں داخل ہو گئے۔ اس طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسمانی و روحانی فرزندوں میں ایک کا اضافہ کر کے تین کو چار کر دیا الحمد للہ۔ جس مقدس وجود نے مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کیا۔ وہی تین کو چار کرنے والا ہے۔ اگر غیر مبایع غور کریں۔ تو یہ نہایت واضح نشان ہے۔

اس کے علاوہ کئی اور طرح سے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ تین کو چار کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً (۱) بشارت سے بالکل چوتھے سال کے شروع میں آپ کی ولادت ہوئی ہے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مطابق ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۳ھ کو اس پیشگوئی کا اعلان ہوا۔ اور اس سے قبل چالیس روز کے عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خوشخبری مل چکی تھی اور ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ولادت ہوئی۔ غرض لحاظ سے خوشخبری کے اصل دنوں کے اعتبار سے اس وقت صاف طور پر چوتھا سال شروع ہو چکا تھا۔ اور یوں پیشگوئیوں میں کسر بھی حذف بھی کر دیجاتی ہیں (۲) نیز آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے بیٹے بھی ہیں۔ مرزا سلطان احمد صاحب، مرزا فضل احمد صاحب، صاحبزادہ بشیر اول، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ غرض پیشگوئی کا حصہ (تین کو چار کرنے والا) کئی لحاظ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ پر صادق آتا ہے، اور پیغام صلح ۳ فروری ۱۹۱۶ء کے مندرجہ بالا حوالہ کے رُو سے تو غیر مبائعین پر کامل طور پر اتمام حجت ہو گیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

فصل نہم

زمین کے کناروں تک شہرت پانے کا نشان

مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک مصلح موعود کی شناخت کا معیار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے متعلق ظاہر فرمایا۔ کہ "(وہ) زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹۱۴ء میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ حضرت میاں صاحب تو ابھی "بچہ" ہیں۔ انہیں زمین کے کناروں تک کہاں شہرت حاصل ہو گی۔ لکھا تھا کہ:-

"اگر حضرت صاحب کی تحریروں، اور الہاموں پر غور کیا جائے۔ تو مصلح موعود کی وہ بڑی شناخت جو اس کے کاموں سے ہو گی۔ یہ ہے۔ کہ وہ دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے۔ اور قومیں اس سے

برکت پائیں۔ اور ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ وُہ دُنیا کو راہِ راست پر لانے والا ہوگا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۴۲) جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا زمانہ حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کے عظیم الشان غلبہ کا زمانہ ہے" (المصلح موعود صفحہ ۲۵)

اللہ تعالیٰ کے کام عجیب ہوتے ہیں۔ جس طرح اس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو زمین کے کناروں تک شہرت دی۔ اور مختلف اکنافِ عالم میں احمدی جماعت قائم کر دی۔ اس کا ذکر تو قارئین کرام جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے ایک مختصر مضمون میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مصلح موعودؑ کی عالمگیر شہرت کو دیکھ کر اب جناب مولوی محمد علی صاحب کا نظریہ کس طرح تبدیل ہو گیا ہے۔ خطبہ جمعہ میں نہایت سنجیدگی سے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"میاں صاحب کہتے ہیں۔ کہ ان کی شہرت دُنیا کے کناروں تک پھیل گئی۔ لیکن صرف شہرت تو باکسنگ کرنے والوں یعنی مکا مارنے والوں کی بھی پھیل جاتی ہے۔ ایکٹروں ایکٹرسوں کی بھی شہرت ہو جاتی ہے۔ دُنیا کے کناروں تک ان کا نام پہونچ جاتا ہے۔ چارلی چپلن کی بھی دُنیا میں شہرت ہے۔ یہ تو کوئی فخر کا مقام نہیں"

(پیغام صلح ۱۵۔ مارچ ۱۹۴۴ء)

خدا ترس غیر مبایع بھائی بتائیں۔ کہ جناب مولوی صاحب کے اس "ذوقِ سلیم" اور ان "معلوماتِ عامہ" کا ہم کیا جواب دے سکتے ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں جو امر مصلح موعود کی شناخت کی بڑی نشانی تھا ۱۹۴۴ء میں اس کے پورا ہو جانے کا نظارہ دیکھ کر مولوی محمد علی صاحب چارلی چپلن کا وظیفہ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ شاید مولوی صاحب بھول گئے۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں دو مقدسوں کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ:۔

"خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔
اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہونچا دے گا"

حضرت مصلح موعودؑ کے متعلق فرمایا:" اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" خدا کے واسطے مولوی صاحب اور ان کے ساتھی غور فرمائیں۔ کہ اگر غیر احمدی حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں "چارلی چیپلن" والا اعتراض کریں۔ تو ان کے پاس کیا جواب ہے؟ وہی جواب ہمارے پاس نمایاں رنگ میں مولوی محمد علی صاحب کے اعتراض کا موجود ہے۔

فصل پنجم

مصلح موعود کے الہامی اعلان کے اثرات

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے اعلان دعویٰ مصلح موعود سے اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق موافق و مخالف پر اثر ہوا ہے۔ احباب جماعت ایمان و عرفان اور اخلاص و قربانی میں ترقی کر رہے ہیں۔ جائدادیں وقف کی جا رہی ہیں۔ نوجوان اپنی زندگیاں پیش کر رہے ہیں ساری جماعت خاص دعاؤں میں لگ گئی ہے اور بارگاہِ ایزدی میں زاری کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہندوستان اور دوسرے دور دراز ممالک میں اسلام و احمدیت کی اشاعت کے غیر معمولی سامان کر رہا ہے۔ افریقہ اور دیگر علاقوں سے مبلغین کا جلد جلد مطالبہ ہو رہا ہے۔ غرض جماعت میں ایک نمایاں روحِ عمل نظر آتی ہے۔ اور ہر دیدہ ور کے لئے اس میں خدا کے فضل کا نشان ہے۔

غیر مبائعین میں سے سنجیدہ دوست اس بارے میں غور فرما رہے ہیں۔ اور اب تک ان کے بڑے ارکین میں سے مندرجہ ذیل چار اصحاب بیعتِ خلافت کر چکے ہیں۔ (۱) جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو انجمن غیر مبائعین کے آڈیٹر، اور جناب مولوی محمد علی صاحب کے امام الصلوٰۃ تھے (۲) جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب لاہور ریٹائرڈ ڈی ایس۔ پی۔ جو ان کے آنریری جنرل سکرٹری رہ چکے ہیں۔ (۳) جناب سید امجد علی شاہ صاحب سیالکوٹ۔ جو انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آنریری معتمد تھے۔ (۴) جناب کیپٹن سید محمد اسلم صاحب ایم۔ بی۔ بی ایس جنہیں غیر مبائعین بطور مبلغ سپین تیار کرنے کا بارہا اعلان کر چکے ہیں۔ یہ چار دوست بیعت کر چکے ہیں۔ اور اللہ نے چاہا۔ تو اور بھی بہت سے خدا ترس دوست غور کر کے جلد خلافت ثانیہ سے وابستہ ہو جائیں گے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

اعلان مصلح موعود کا جناب مولوی محمد علی صاحب پر جو اثر ہوا ہے۔ وہ ان کے خطبات سے عیاں ہے۔ ان کے اعتراضات کا نمونہ حسب ذیل ہے:۔

(اوّل) "صدی کے سر کا انتظار کرو شائد اللہ تعالیٰ کسی کو کھڑا کرے۔ ابھی بڑا وقت باقی ہے چالیس سال باقی ہیں"۔ (پیغام ۱۶ فروری ۱۹۴۴ء)

الجواب:۔ اب آپ کہہ رہے ہیں۔ کہ مصلح موعود کا پندرھویں صدی کے سر پر یعنی چالیس برس کے بعد انتظار کرو۔ حالانکہ ۱۹۱۴ء میں آپ نے لکھا تھا۔ کہ:۔

"اسی طرح پر وہ مصلح موعود تین صدیوں کو چار کرنے والا بھی ہو"۔ (المصلح الموعود صـ۲۵)

کیا یہ اختلاف آپ کے خیال کے باطل ہونے پر گواہ نہیں؟ نیز آپ کو یہ کس نے اختیار دیا ہے۔ کہ اپنی طرف سے غیر احمدیوں کی طرح تاریخیں مقرر کرتے رہیں۔

(دوم) "اگر اس فساد کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور کا ایک ایک آدمی مصلح موعود ہے۔ اور وہ ایسا دعوی کریں۔ تو حق بجانب ہیں"۔ (پیغام ۹ فروری)

الجواب:۔ فساد آپ نے تسلیم کر لیا۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ مصلح موعود کا یہی زمانہ ہے۔ باقی یہ کہ لاہوری فریق کا ہر ایک آدمی مصلح موعود ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و بیانات سے استہزاء ہے۔ اگر مولوی صاحب کا قول سچ ہے۔ تو اور لوگوں کو تو جانے دیں۔ خود آپ ہی مؤکد بعذاب قسم کے ساتھ دعوی کریں۔ کہ جس مصلح موعود کا حضرت مسیح موعود کو وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ میں ہوں۔ کیا مولوی صاحب ایسا کریں گے؟

(سوم) "اس (رؤیا) میں موعود کا لفظ کہیں نہیں۔ نہ مصلح موعود نہ پسر موعود۔ رہا یہ کہ مثیل اور خلیفہ کہا ہے۔ تو خلیفے سینکڑوں اور ہزاروں ہو سکتے ہیں"۔ ("")

الجواب:۔ الحمد للہ کہ اب مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلۂ خلافت کو تو جاری تسلیم کر لیا۔ جناب مولوی صاحب المصلح موعود کا لفظ پہلے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں نہیں آیا۔ اس لئے اس کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ سے الہاماً کہلایا گیا۔ انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ۔ کہ میں مثیل مسیح موعود ہوں۔ اور پیشگوئی میں تھا۔ کہ:۔

"ایک اولو العزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء"۔ (ازالہ اوہام صـ۶۳۵)

پس رؤیا کے الفاظ پیشگوئی کے عین مطابق ہیں۔ اور ایسا مثیل "ایک" ہی ہے ؛

(چہارم) "ایک اور بات ہے جس سے لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ کہ یہ لوگ نمازوں اور جلسوں کے اندر کس طرح روتے ہیں" (پیغام صلح ۲۹ر مارچ ۴۴ء)

الجواب:۔ لوگ تو اس ایمان پرور نظارہ کو دیکھ کر خدا کے کلام پر یقین کرتے ہیں۔ جس میں پہلے سے خبر دی گئی تھی:۔

"واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک۔ اصحاب الصفۃ وما ادراک ما اصحاب الصفۃ تری اعینھم تفیض من الدمع یصلون علیک ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا" ([illegible])

کہ اہل ایمان خدا کے کلام کو سنکر زار زار رو دینگے۔ پس اس میں ٹھوکر کی تو کوئی بات نہیں ہاں کج دل آدمی ہر سچی بات سے ٹھوکر کھاتا ہے ؛

مولوی صاحب کے اعتراضات کا یہ نمونہ ہے۔ جس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اب وہ جماعت احمدیہ کے مقابلہ پر کن ہتھیاروں سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے دعویٰ مصلح موعود ایک فرقان ہے جس نے دونوں فریقوں میں کامل فیصلہ کر دیا ہے۔ آخر پر پھر غیر مبایع دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ حضرت اقدسؑ کی پیشگوئیوں پر غور فرمائیں۔ زمانہ کے حالات پر نگاہ کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ساتھ خدائی تائید و نصرت کو مشاہدہ کریں۔ اور حق کو قبول کریں تا احمدیت کے جلد تر مستحکم ہونے کا زمانہ آئے۔ اور ہم سب اللہ تعالےٰ کے روبرو سرخرو ہو کر جائیں۔ اللھم آمین یارب العالمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت ضروری ہدایت

پیشگوئی کے ظہور سے قبل جو معنے کئے جاتے ہیں۔ ان میں بعض دفعہ ابتلا منظور ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔ "صاف ظاہر ہے۔ کہ جب پیشگوئی ظہور میں آجائے۔ اور اپنے ظہور سے اپنے معنے آپ کھول دے۔ اور ان معنوں کو پیشگوئی کے الفاظ کے آگے رکھ کر بدیہی طور پر معلوم ہو۔ کہ وہی سچے ہیں۔ تو پھر ان میں نکتہ چینی کرنا ایمانداری نہیں ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۷)

؎ جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا ؛ نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے

جناب مولوی محمد علی صاحب کے ایک تازہ ترین اعتراض کا جواب

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
مہر و ماہ کی آنکھ غم سے ہو گئی تاریک و تار

از قلم جناب صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب بی اے

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الہام نازل فرمایا۔ وَاِذَا نَصَرَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنَ جَعَلَ لَہٗ الْحَاسِدِیْنَ۔ (تذکرہ صفحہ ۲۳) کہ جب میں کسی مومن بندے کو تائید و نصرت سے سرفراز کرتا ہوں۔ تو اس کے حاسد پیدا ہو جاتے ہیں جب سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ پر مصلح موعود کے بارے میں آسمانی انکشاف کے بعد غیر معمولی تائید الٰہی آپ کے شامل حال ہوئی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کا بغض و حسد انتہا تک پہونچ گیا ہے جس کا کھلا ثبوت وہ اعتراض بھی ہے جس کا جواب حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے رقم فرمایا ہے۔ (ایڈیٹر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دعویٰ مصلح موعود اور اس سے متعلق جلسوں کی کامیابی نے مولوی محمد علی صاحب کے بغض و حسد کے جذبات کو صدمہ پہونچنا ضروری تھا۔ اور پہونچا۔ اپنے غیظ و غضب کے اظہار کے لئے مولوی صاحب موصوف نے خطبات جمعہ کو بہترین موقعہ خیال کرتے ہوئے بہت سے غیر معقول اعتراضات کے ذریعہ اپنی پیاس کو بجھانے کی کوشش کی ہے۔ ان اعتراضوں میں سے جو اس سلسلہ میں مولوی صاحب موصوف نے جماعت احمدیہ پر کئے ہیں۔ ایک بڑا اعتراض یہ کیا ہے۔ کہ:-

”ادھر میاں صاحب بولے۔ اور ان لوگوں (جماعت احمدیہ) نے رونا شروع کر دیا۔ ہوشیارپور اور لاہور کے جلسوں کی یہی کیفیت تھی۔ جیسا کہ اخباروں میں اس کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے۔ اور اب تو اسے ضروری چیز سمجھا جاتا ہے کہ دوسروں پر اثر ڈالنے کے لئے رونا بھی ضروری ہے۔ اس رونے کا عام لوگوں پر اثر ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ رونا گداز سے ہوتا ہے اس لئے اس کا روحانیت سے تعلق ہے“

اپنے اس خیال کی تائید میں مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل حوالہ (ایک نہایت ہی اہم حصہ کو چھوڑ کر) نقل کیا ہے کہ:-

"مشاہدہ صریحہ اس بات پر گواہ ہے۔ کہ بہت سے لوگ پند و نصیحت کی مجلسوں اور وعظ و تذکیر کی محفلوں یا نماز اور یاد الٰہی کی حالت میں خوب روتے۔ اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور سوز و گداز ظاہر کرتے ہیں۔ اور آنسو ان کے رخساروں پر پانی کی طرح رواں ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض کا رونا تو موتہہ پر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ .... لیکن میں اپنی شہادت سے گواہی دیتا ہوں۔ کہ اکثر ایسے شخص میں نے بڑے مکار، بلکہ دنیاداروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں۔ اور بعض کو میں نے ایسے خبیث طبع اور بد دیانت، اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے۔ کہ مجھے ان کی گریہ وزاری کی عادت اور خضوع و خشوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے۔ کہ کسی مجلس میں ایسی رقّت اور سوز و گداز ظاہر کروں۔"

اس اقتباس کو پڑھ کر طبیعت یہ اثر لیتی ہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک وعظ و تذکیر کی محفلوں یا نماز اور یاد الٰہی کی حالت میں رونے والوں میں سے ہر زمانہ میں اکثر مکار اور خبیث الطبع و بد دیانت لوگ ہیں۔ اور یہ کہ حضورؑ کے نزدیک ایسا کرنا مکروہات میں سے ہے۔ حاشا و کلا۔ جو اثر مولوی محمد علی صاحب اپنے سامعین پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے مطابق نہیں۔ بلکہ سراسر اس کے خلاف ہے۔ جیسا کہ میں آگے چل کر بتاؤں گا۔ اور جیسا کہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۳۶ سے صـ۴۱ تک مکمل حوالہ پڑھنے والوں پر عیاں ہو جائے گا۔ لیکن اگر بفرضِ محال مولوی صاحب کی رائے کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو بھی مولوی صاحب کا اکثر لوگوں کے بناوٹ اور تصنع والے رونے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جماعت کے وہ ہزاروں افراد جو ان جلسوں میں شامل ہوتے رہے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کو دھوکا دینے کے لئے خشوع و خضوع کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ صرف غیر معقول ہی نہیں۔ تقویٰ کی راہوں سے بھی بہت بعید ہے۔ غیر معقول اس لئے کہ واضح الفاظ میں مولوی صاحب کے بیان کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ چونکہ اکثر لوگ تصنع سے روتے ہیں۔ اس لئے سارے ہی تصنع سے روتے ہیں۔ اس نتیجہ پر صرف مولوی صاحب ہی پہونچ سکتے ہیں۔ اور تقویٰ کی راہوں سے بعید اس لئے کہ جو غیر مبایع اور غیر احمدی اور ہندو و سکھ وغیرہ دوست ان جلسوں میں شامل ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے ان جلسوں کی حالت کو دیکھا۔ اور حقیقت کو مشاہدہ کیا ہے۔ انہیں تصنع کا کوئی رنگ اس میں نظر نہیں آیا۔ تب ہی تو مولوی صاحب کے نزدیک یہ جلسے ٹھوکر کا موجب بنتے ہیں۔ اور ان کا "عام لوگوں پر اثر ہوتا ہے"۔ مگر مولوی صاحب موصوف جو گھر بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے ان جلسوں

کی تقاریر کو نہ سُنا۔ نہ ان جلسوں کے سامعین کے حالات و کیفیات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ ان پر اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا۔ کہ محض ایک تصنع اور بناوٹ تھی۔ آپ تو اپنے دعویٰ کی بنیاد خوابوں پر نہیں رکھتے۔ بس خدا کی طرف سے تو آپ کو ایسا نہیں بتایا گیا۔ پھر یہ محض بدظنی اور بہتان نہیں۔ تو اور کیا ہے افسوس کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن ہزاروں مخلص غلاموں نے اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اسلام اور احمدیت کے غلبہ کے لئے خون کو آنکھوں کے راستے بہایا۔ اُن پر آپ تصنع اور بناوٹ کا الزام لگاتے ہیں۔ اور اس دعویٰ کی دلیل میں ایک عبارت کا صرف ایک جزو پیش کرتے ہیں۔ مگر ایسا ہونا ضروری تھا۔ خدا کی بتائی ہُوئی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ یأتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔ جس کے ایک معنی یہ بھی ہیں۔ کہ آپ کی جماعت کا ایک حصہ ایک قلیل سا حصہ ایک زمانہ میں اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق ٹھہرے گا۔ جناب مولوی صاحب غیروں کے لئے آپ نے اپنوں کو چھوڑا۔ اپنوں کو غیر بنالیا۔ غیر بھی اپنے نہ بنے۔ اس سے بڑھ کر ناکامی کسی کی کیا ہوسکتی ہے:۔

کیا دیانت داری کا تقاضا نہ تھا۔ کہ آپ براہین احمدیہ حصہ پنجم کا حوالہ، یا کم از کم اس کا مفہوم مکمل طور پر لوگوں کے سامنے پیش کرتے۔ مگر آپ میں یہ جُرأت نہ ہُوئی۔ کیونکہ یہ حوالہ آپ کی تائید میں نہیں آپ کے خلاف ہے۔ چونکہ سارے حوالہ کو بوجہ طوالت نقل کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے ناظرین ضمیمہ براہین احمدیہ کو خود غور سے پڑھیں۔ اور پھر صحیح نتیجہ پر پہونچیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ یہ مضمون بیان فرمایا ہے۔ کہ "رُوحانی وجُود کا پہلا مرتبہ جو حالتِ خشوع ہے۔ وُہ نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور جس طرح نطفہ بہت سے حوادث سے ضائع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خشوع وخضوع جو رُوحانی حالت کا پہلا مرتبہ ہے۔ انواع واقسام کے حوادث سے ضائع ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر خشوع کی حالت میں (۱) مشرکانہ ملونی ہو۔ (۲) کسی بدعت کی آمیزش ہو۔ (۳) نفسانی ناپاک جذبات بھی جوش مارتے رہیں۔ (۴) یا سفلی تعلقات نے دل کو پکڑ رکھا ہو (۵) یا جیفۂ دُنیا کی لغو خواہشوں نے زیر کر دیا ہو۔ تو ان تمام ناپاک عوارض کے ساتھ حالتِ خشوع اس لائق نہیں ٹھہرتی۔ کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ جائے" یعنی حالتِ خشوع مکروہات میں سے نہیں۔ اس کے برعکس روحانی وجُود کا پہلا مرتبہ یہی حالت خشوع ہے۔ ہاں اگر ناپاک عوارض اس سے لگ جائیں۔ تب ان عوارض کی ناپاکی اور گندگی کی وجہ سے یہ حالت مکروہات میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور اس کی مثال میں آپ نے بُت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و

خضوع بیان کیا ہے۔ یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراض دُنیاویہ کی بناء پر خدا کو یاد کرتے ہیں۔" اور ساتھ ہی حضُور نے یہ تحریر فرمایا ہے:۔

"راست باز لوگ میری اس تحریر سے مستثنیٰ ہیں۔ جن کی ہر ایک بات بطور جوش اور حال کے ہوتی ہے۔ نہ بطور تکلف اور قال کے"

اس حقیقت کو بتاتے ہُوئے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہُوں۔ کہ مولوی صاحب کا یہ اعتراض ہمیں تعجب میں نہیں ڈالتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعوُد علیہ السلام اسی عبارت کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"واصلان حضرت عزت پر اس جہان میں یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جو اہلِ دُنیا اور محجوبوں کے لئے ایک امر فوق الفہم ہے"

پھر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اُسوہ ہمارے سامنے ہے۔ اگر ان جلسوں میں ہماری خشوع و خضوع کی کیفیات قابل اعتراض ہیں۔ تو یہ اعتراض خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی پڑتا ہے جُون ۱۸۹۷ء میں ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی کے موقعہ پر جو جلسہ حضور نے منعقد کیا تھا۔ اور جس میں دوستوں کو باہر سے بھی بلایا گیا تھا۔ اس جلسہ میں شکریہ اور دُعا پر مشتمل تقریر اردو زبان میں بھی بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حاضرین کو اپنی ان دُعاؤں میں اپنے ساتھ شامل ہونے کا حکم فرمایا تھا۔ اور دُعا کے موقعہ پر جو خشوع وخضوع اور رقّت کی حالت مجمع پر طاری ہوئی تھی۔ اس کا نقشہ حضُور نے بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:۔

"اس مبارک موقعہ پر ساٹھ ستر آدمیوں نے ہر ایک گناہ اور بدچلنی سے رو رو کر توبہ کی۔ یہاں تک کہ ان کی گریہ وزاری سے مسجد گونج رہی تھی" (تبلیغ رسالت جلد ۶۔ صفحہ ۱۳۱)

علاوہ ازیں جناب مولوی صاحب! آپ کو یاد ہوگا۔ کہ جب آپ نے خلافتِ اولےٰ سے بغاوت اختیار کی۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ سب کو مسجد مبارک میں جمع کرکے زجر و توبیخ فرمائی۔ اس کے بعد جب حضُور نماز کے لئے کھڑے ہُوئے۔ اور تلاوت میں قرآن کریم کی ان آیات پر پہنچے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ۔ تو حاضرین کی چیخ وپکار اور گریہ وزاری سے صرف مسجد ہی نہ گونجی تھی۔ گرد و نواح کے مکانات کے رہنے والوں نے بھی ان چیخوں کو سُنا۔ اور ان سے متاثر ہوئے آپ خود ہی بتائیں:۔ کہ (۱) کیا آپ پر بھی وُہ حالتِ رقّت اور سوز وگداز طاری ہُوئی تھی۔ یا نہیں؟

(۲) اگر ہوئی تھی۔ تو کیا وُہ محض تصنع اور بناوٹ تھی۔ یا اس میں کوئی حقیقت پائی جاتی تھی۔

(۳)۔ اگر اس موقعہ پر بھی آپ کے دل میں سوز وگداز پیدا نہیں ہوا تھا۔ تو کیا یہ شقاوتِ قلبی نہیں؟ اور اگر آپ کا اس وقت کا سوز وگداز محض تصنع اور بناوٹ کی بناء پر تھا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ آپ محض المرء یقیس علیٰ نفسہ کی بناء پر ہی آج سینکڑوں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اور ہزاروں مخلصین جماعت کی گریہ وزاری کو ایسا خیال کرتے ہیں:۔

(۴)۔ اور اگر آپ کی اس وقت کی گریہ وزاری میں کوئی حقیقت تھی۔ آپ کی آہ وپکار جس نے مسجد اور گرد ونواح کے مکانات میں گونج پیدا کی تھی۔ رُوحانی وجُود کے پہلے مرتبہ کا ظہور تھا تو مخلصین جماعت اور صحابہ کرام کا اپنے ربّ کے حضُور گریہ وزاری کرنا اور رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ نصوح کرنا۔ اور اسلام کی کمزور حالت کو دیکھ کر ان کے دلوں کا پگھل جانا اور ان گداز دلوں کو اپنے رب کے حضُور پیش کر کے غلبہ اسلام کے لئے دُعائیں مانگنا کس طرح قابلِ اعتراض ہوسکتا ہے؟:۔

مولوی صاحب جس رُوحانی چیز سے آپ کو مس نہ تھی۔ آپ نے اس کی طرف توجہ ہی کیوں کی خود بھی ٹھوکر کھائی۔ اور بعض دُوسروں کی ٹھوکر کا بھی موجب بنے۔ اللہ تعالےٰ صاف فرما چکا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ آپ کا میلان تجارت کی طرف بہت معلوم ہوتا ہے اگر آپ خشیت اللہ سے کام لے کر اپنے ساتھیوں میں حمایت پیدا کرنے کی کوشش فرماتے۔ تو شائد خدا کے کئی بندے ٹھوکر کھانے سے محفوظ رہتے یہ آپ کی تاجرانہ بلند ہمتی ہی ہے۔ کہ آپ ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ سے تنخواہ لے کر ترجمہ قرآن کرتے رہے۔ اور جب آپ کے محسن اور معلم کی رُوح اپنے رب کی طرف اٹھائی گئی۔ تو سب سے پہلا خیال آپکے دل میں اس ترجمہ قرآن کو لے کر مسیح کی مقدس بستی سے بھاگ جانے کا پیدا ہوُا۔ اور پھر لاہور میں جا کر بھی آپ نے اس ترجمۂ قرآن کو اس "جماعت" کے سپرد نہ کیا جس کی بنیاد بقول آپ کے آپ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ (پیغام صلح ۲۲ مارچ ۱۹۴۴ء) بلکہ اُسے خود اپنی ملکیت بنایا۔ اور رائلٹی سے خود فائدہ اٹھایا۔ اور اٹھا رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اب بطور ورثہ اسے تقسیم کرنے کی بھی آپ نے وصیت کی ہے۔ خدارا غور فرمائیں۔ کہ خدا کے مسیح کے دامن کو چھوڑ کر آپ کس حالت تک جا پہونچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہدایت بخشے۔ آمین۔

"ایک اولوالعزم پیدا ہوگا"

مکرم جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے قلم سے

---

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ایک زلزلۂ عظیمہ کا دن تھا۔ اُس دن اللہ تعالیٰ کا فرستادہ جسے اُس نے اس زمانہ کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ اس دُنیا میں اپنا کام ختم کر چکنے پر "پیارے ساقی" کی طرف سے "شربتِ تلافی" کا جام پلایا گیا۔ اور اسے "بالرفیق الاعلیٰ" کا مقام عطا کیا گیا لیکن پیچھے رہنے والے متبعین کے لئے ایک آن کی آن میں دُنیا اندھیر ہوگئی۔ بیشک عارف دل باوجود جُدائی کے غم سے پھٹے جانے کے اپنے مولیٰ کی رضا پر اپنے تئیں راضی کرنے کی فکر میں تھے۔ اور دُور بین نگاہیں گھٹا ٹوپ اندھیرے میں "قدرت ثانیہ" کی شعاعوں کی جستجو میں سرگرداں تھیں لیکن پھر بھی معرفت کے باوجود سب دِل نہایت مضبوط سہارے کے محتاج تھے۔ اور ساری نگاہیں اپنی ماندگی کے علاج کی حاجت مند ہو رہی تھیں۔ اُس کوہِ الم کے ٹوٹ پڑنے پر وُہ کونسا دل تھا۔ جو سب سے زیادہ مغلوبِ غم ہونے پر بھی ملامت کا نشانہ نہ بن سکتا تھا۔ وُہ کونسے دیدے تھے جو غرقِ خون ہونے پر بھی زیرِ الزام نہ آسکتے تھے۔ وُہ کونسے کندھے تھے۔ جو آئندہ ذمہ داریوں کے بوجھ کے احساس سے خم ہُوئے جاتے تھے۔ کیا وُہ دل اور دیدے اور کندھے اُسی اُنیس سالہ نوجوان کے نہیں تھے۔ جو اپنے نہایت شفیق باپ اور محسن مربی سے اس دُنیا میں ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا گیا تھا؟ وُہ باپ جو خدا کا مسیحؑ اور مہدیؑ جری اللہ فی حلل الانبیاء تھا، اپنے دل سے شہادت طلب کرو۔ کہ اس عالت میں اُس نوجوان کے دِل کی کیا کیفیت ہوگی۔ جذبات کا کس قدر ہجوم ہوگا۔ پریشانیوں اور تفکرات کا کس قدر غلبہ۔ ایک طرف اپنی واجب الاحترام اور ذی شان ماں کی دلداری، اور تسلی کی فکر۔ دُوسری طرف ننھے اور معصوم بھائی بہنوں کے حیران دِلوں کو دلاسا دینے کی ضرورت۔ آئندہ کے متعلق ہزاروں پریشانیاں۔ لیکن کیا وہ نوجوان واقعہ میں جذبات کی رَو میں بہہ گیا۔ کیا حقیقت میں پریشانیوں اور تفکرات نے اُسے مغلوب کر لیا؟ آؤ اُسے تلاش کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ اُس کے دل میں کن جذبات کا تلاطم ہے۔ کونسے

نفکرات اُس کے دماغ کو پریشان کر رہے ہیں۔ وُہ اپنے مقدس باپ کی نعش کے سرہانے کھڑا اپنے
مالکِ حقیقی کو گواہ رکھ کر اس عزم کا اعلان کر رہا ہے۔ کہ خواہ تمام جماعت اُسے چھوڑ دے
وُہ اکیلا دُنیا میں وُہ امانت پہونچا کر چھوڑے گا۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُس کے مقدس باپ
کے سپرد کی گئی تھی۔ کس قدر اولوالعزم ہے یہ انیس سالہ نوجوان!! پھر سلسلہ احمدیہ کی
پچھلی چھتیس ۳۶ سالہ تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھ لو۔ اس کے ہر صفحہ پر اس کے اولوالعزم
ہونے کا ثبوت رقم پاؤ گے۔ کیا کیا منصوبے اس کے خلاف نہ کئے گئے۔ کیا کیا روکیں اس
کے رستہ میں کھڑی نہ کی گئیں۔ کیا اس کے عزم میں کوئی فرق آیا؟ کیا اس کے قدم کبھی ڈگمگائے؟

اس سانحۂ عظیم پر جس کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ ابھی چھ سال کا عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ
جماعت احمدیہ کی قیادت اور امامت اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُس نوجوان کے سپرد ہوئی جس
کا سن ابھی پچیس ۲۵ سال کو پہونچا ہی تھا۔ اور جو اپنے معاندین کی نگاہوں میں ایک "بچہ" سے بڑھکر
حیثیت نہ رکھتا تھا۔ اور ساتھ ہی بہت سے وُہ لوگ جن کے ہاتھوں میں سلسلہ کے نظام کی باگ
ڈور تھی۔ اور جو نادانی سے اپنے تئیں سلسلہ کے اندر سیاہ اور سفید کے مالک سمجھتے تھے۔ الگ
ہو گئے۔ اور بزعم ان کے ۱۹/۲۰ حصہ جماعت ان کے ساتھ تھا۔ گویا بظاہر بہت حد تک وُہی حالت
پیدا ہو گئی جس کے تصور کے ماتحت اُس نوجوان نے اپنے عزم کا اظہار کیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے
روبرو ایک عہد باندھا تھا۔ یہ بھی ایک زلزلہ تھا۔ جو جماعت احمدیہ پر وارد ہوا۔ ایک سیل بلا انگیز
تھا جس سے سلسلہ کی ناؤ کو گزرنا پڑا۔ کیا اس ناؤ کا ناخدا ایک لحظہ کے لئے بھی گھبرایا؟
کیا اُس کے عزم میں ایک رتی بھی فرق آیا؟ پچھلے تیس سالوں کا ہر دن، اور ہر رات شاہد ہے۔
کہ جو اُس سے ٹکرایا۔ وُہ بھی پاش پاش ہوا۔ اور جس سے یہ ٹکرایا۔ وُہ بھی چکنا چور ہوا۔ یہ تجربہ "اپنوں"
اور "بیگانوں" اندرونی و بیرونی مخالفوں اور معاندوں سب نے کر کے دیکھ لیا۔ یہ اولوالعزم امام
ہر میدان میں آزمایا گیا۔ اور ہر مقابلہ میں فتحمند، اور ظفر یاب ہوا۔ عقائد اور ایمانیات۔ اخلاق
اور روحانیات، سیاسیات اور معاشیات۔ تمدن اور اقتصادیات یہ سب کا شہسوار نکلا۔ اس
کی ہمت کی بلندی اور اُس کے ارادوں کی وسعت پر نظر ڈالو۔ اور بتاؤ۔ کہ کیا خدا کا یہ فرمودہ
اس کی ذات میں پورا ہوا۔ یا نہیں۔ کہ:۔

"ایک اولوالعزم پیدا ہوگا"

زیادہ تلاش کی ضرورت نہیں، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء میں سے دو ۲ مختصر اقتباس

کافی ہونگے۔ فرمایا:۔

"ہمارے سپرد جو کام کیا گیا ہے۔ وُہ نہایت ہی اہم ہے۔ اور ایسے زمانہ میں یہ کام ہمارے سپُرد کیا گیا ہے۔ جب دہریت اور عیش پرستی انتہاء کو پہونچ چکی ہے۔ سائنس کے ذریعہ اسلام پر نئے نئے حملے کئے جا رہے ہیں۔ اور ایمان کے خلاف دُنیا میں ایک شدید زہریلی ہوا جاری ہے۔ دُوسری طرف ظلم یہ ہو رہا ہے۔ کہ آدھی دُنیا دُوسری آدھی دُنیا پر حکومت کر رہی ہے۔ . . . . تمام ایشیا۔ تمام افریقہ الاماشاء اللہ تمام جزائر الاماشاء اللہ سارے کے سارے غلامی اور ماتحتی میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان سارے حالات کو بدلنا اور محبت سے، پیار سے، نیکی سے، رافت سے اور شفقت سے لوگوں کی اصلاح کرنا ہمارا کام ہے۔"

اور پھر فرمایا:۔ "ہم نے اسلام کی حکومت دُنیا میں قائم کرنی ہے۔ ہم نے دُنیا میں وُہ نظام قائم کرنا ہے۔ جو اسلام کرنا چاہتا ہے۔ ہم نے ہر شخص کے لئے کھانا مہیا کرنا ہے۔ ہم نے ہر شخص کے لئے کپڑا مہیا کرنا ہے۔ ہم نے ہر شخص کے لئے مکان مہیا کرنا ہے ہم نے ہر بیمار کے لئے علاج مہیا کرنا ہے۔ ہم نے ہر انسان کے لئے تعلیم کا سامان مہیا کرنا ہے۔" (الفضل ۷۔ اپریل ۱۹۴۴ء)

نئی کتابوں پر ریویو

(۱) موعُود اقوام عالم

مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر مدرس مدرسہ احمدیہ نے ایک کتاب اس عنوان سے شائع فرمائی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اقوام عالم کی پیشگوئیوں کو مختلف جگہوں سے لیکر جمع کر دیا ہے۔ طریق ترتیب عمدہ اور مؤثر ہے۔ کتاب کی بکثرت اشاعت ہونی چاہیئے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس مفید کتاب کو اقوام عالم تک پہونچائیں۔ دُعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مصنف کو جزائے خیر دے۔ کہ اس دَور گرانی میں انھوں نے ہمت کی ہے صفحات ۲۰۰۔ قیمت حسب کاغذ ۱۲؍، ۸؍، ۱؍

(۲) ظہور مصلح موعُود

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے اعلان مصلح موعود کے بہت جلد بعد مولوی شریف احمد صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ نے ایک رسالہ اس پیشگوئی کے سلسلہ میں شائع فرمایا ہے۔ اس میں دس باب قائم کئے گئے ہیں۔ اور پیشگوئی مصلح موعود پر ہر پہلو سے دلکش بحث کی گئی ہے۔ احباب اس رسالہ کو بھی خرید کر بکثرت شائع فرمائیں۔ قیمت صرف چھ آنے ہے۔:

حصۂ منظوم

برکات مصلح موعود

نتیجۂ فکر جناب نسیم سیفی بی اے دہلی

اے میکدۂ احمدِ مہدیؑ کے بلانوش
اُٹھ دیکھ زمانے کی ہر اک چیز ہے زرپوش

ہر ذرۂ کمتاب کو ہے زعمِ جوانی
ہر نقش پہ قربان ہیں صد صورتِ مانی

اک روح سی آتی ہے نظر قلب و جگر میں
اک جلوۂ بیتاب ہے مومن کی نظر میں

کھولن میں ہے خوابیدہ جوانوں کا لہو آج
لرزیدہ ہے بیباک جفا کار کی خو آج

باطل نے یہ چاہا تھا کہ ایماں کو کچل دے
آئینِ وفاداریٔ ملت کو بدل دے

کھلتے ہوئے غنچوں کی ادا اس پہ گراں تھی
گلشن کی معطّری فضا اس پہ گراں تھی

کام آئی نہ تدبیر، نہ یاور ہوئے کس بل
ناکام رہی اس کی ہر اک سعیٔ مسلسل

رعنائیٔ فردوس بآغوشِ بہاریں
لوٹ آئی ہیں ایماں کے خزاں خوردہ چمن میں

ہر گوشۂ عالم میں ہیں وحدت کے ترانے
ہر لب پہ ہیں انوارِ حقیقت کے فسانے

یورپ کی فضاؤں میں مؤذن کی اذاں ہے
باطل کے پرستار پہ ہر لمحہ گراں ہے

دُنیا کے کناروں نے سُنیں حق کی صدائیں
ایمان کی خوشبو سے ہیں لبریز فضائیں

ہے رفعتِ کہسار ہمنا غنت کو میسّر
جھک جاتا ہے خورشید بھی نقش کفِ پا پر

افلاک سے برسے ہوئے انوار کی سوگند
تقدیس کے ہر جذبۂ بیدار کی سوگند

ہیں مصلح موعودؓ کے یہ فیض و عنایات
بدلی سی نظر آتی ہے دُنیا کی ہر اک بات

منتظر تھے جس کے مدت سے وہ دن آہی گیا

نتیجۂ فکر جناب ثاقب زیروی

ہمنشیں آیا ہوں دل کو گدگدانے کے لئے
اک حقیقت آفریں مژدہ سنانے کے لئے

آج تیرے واسطے ہے اک پیامِ جانفزا
میری تیری روز کی بحثوں کا بیّن فیصلا

وحیٔ حق نے آخرش توڑا یہ آہوں کا طلسم
منتشر نغموں کا متجسّس نگاہوں کا طلسم

تیرے امکاں اور گنجائش کی زحمت اڑ گئی
میری جانب سے دلائل کی ضرورت اڑ گئی

منتظر تھے جس کے مدت سے وہ دن آہی گیا
اور خدا نے خواب میں حضرت کو جتلا ہی دیا

ہے مبارک مصلح موعود "وہ فضل عمر"
مہدیٔ موعودؑ کی اُس پیشگوئی کا ثمر

"وہ وجیہہ اور پاک لڑکا" "صاحب عزم بلند"
ہاں وہی "فرزند دلبند و گرامی ارجمند"

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر فہیم"
"وہ مسیحی نفس" "الوالعزم و زکی" "دل کا حلیم"

"روح کی برکت سے جو دیگا مریضوں کو شفا"
"کلمۃ اللہ" "کلمہ تمجید سے بھیجا ہوا"

"جو شکوہ و تمکنت سے اس جہاں میں آئیگا"
"اور کناروں تک زمیں کے جو شہرت پائیگا"

"جس کے سر پر سایہ ہوگا" "اُس خدائے پاک کا"
جس نے "پائی قدس کی برکات سے نشو و نما"

"قیدیوں کا رستگار اور پاسدار بیکساں"
مظہر شانِ خدا وہ ماہ وش الانشاں

جو مجسم نور ہے "مولا کی رحمت کا نشاں"
حسن و احساں میں نظیر مہدیٔ آخر زماں

جس کے دم سے قومیں برکت پائیں گی وہ آپ ہیں
جس سے بگڑی قسمتیں بن جائیں گی وہ آپ ہیں

دیکھ لو آکر مسیحا کی دعاؤں کا نشاں

از جناب چودھری فیض عالم خان صاحب فیض شملہ

قادیاں میں چشمۂ تنویر آکر دیکھئے
اپنے دل کے خواب کی تعبیر آکر دیکھئے

جس "میاں محمود" کو سمجھے تھے بچہ ہے ابھی
اُس میاں محمود کی تقدیر آکر دیکھئے

مصلح موعود بھی اس کے نصیبوں ہی میں تھا
قادیاں کی خاک کی توقیر آکر دیکھئے

دیکھ لو آکر مسیحا کی دعاؤں کا نشاں
میرزا کا نالۂ شبگیر آکر دیکھئے

نطق پیغمبر سے جو نکلی تھی اجمالاً کبھی
آج اُس اجمال کی تفسیر آکر دیکھئے

وقت کی آنکھوں نے دیکھی تھی جو تصویر جمال
حسن و احساں کی وہی تصویر آکر دیکھئے

جو مقدس سلسلہ اُمّی نبی سے تھا چلا
وہ یہاں زنجیر در زنجیر آکر دیکھئے

یعنی منہاج نبوت پر خلیفوں کا قیام
دینِ احمد کے امانت گیر آکر دیکھئے

راز کیا ہے الوصیّت اور تحریک جدید
اک نظامِ نو کی یہ تعمیر آکر دیکھئے

جو مقدس خواب چشم انبیاء میں تھا نہاں
اُس مقدس خواب کی تعبیر آکر دیکھئے

جس کی بنیادوں کو مستحکم مسیحا نے کیا
ہوگیا وہ قصر دیں تعمیر آکر دیکھئے

قادیاں جنت نشاں یہ جنت اہلِ یقیں
اس میں کوثر اس میں جوئے شیر آکر دیکھئے

جو کرن پھوٹی تھی احمد کی نگاہ ناز سے
وہ تجلی آج کشور گیر آکر دیکھئے

دشمنوں کی چھاتیوں پر لوٹتے مارِ سیاہ
سر سراتا سارگوں میں تیر آکر دیکھئے

مصلحِ موعود کی مدحت تو خود اک اعجاز ہے
فیض کے اشعار کی تاثیر آکر دیکھئے

دورِ مصلح موعود

نتیجہ فکر جناب مولوی محمد احمد صاحب مظہر بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ کپورتھلہ

نہ مشہورِ زمانم کن نہ مقبولِ جہاں گرداں
مقامِ خاکِ پایت دِہ مقیمِ آستاں گرداں

سرت گردم، بلا گردانِ خود گرداں غلامے را
سرش سودا ہمیں دارد کرم فرما ہماں گرداں

غلامانِ مسیحا در سفر از بہرِ تبلیغ اند
خداوندا جہاں گرداں بکامِ این جہاں گرداں

نفاذِ شرع اندر عالمِ آفاق و انفس کن
بسوئے قادیاں ہر ملک و ملت را عناں گرداں

بدستِ مصلحِ موعود حسبِ وعدہ ہائے خود
مبدل ساز عالم را زمین و آسماں گرداں

چو "دورِ خسروی" اندر جہاں آغاز خود کردی
مسلماں باز مسلم کن برہمن سبحہ خواں گرداں

بتانِ آذری را غرقہ دریائے ظلمت کن
زگیتی فتنۂ تثلیث بے نام و نشاں گرداں

ہدایت نامۂ مکمل ہاں مکمل کن اشاعت را
ہمہ معمورہ را معمورۂ ایمانیاں گرداں

حدیثِ دل نمے گنجد بحرفِ نا تمامِ ما
چناں کز خود ہمے خواہی جہاں را آنچناں گرداں

بنا کن عالمے دیگر کہ با مومن ہمے سازد
زمینش آسماں گرداں مکانش لامکاں گرداں

جہانداری نمے زیبد بجز با سید بطحا
بہ عالم سکۂ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواں گرداں

قلم خود این چنیں رفت است با دشمن بگو مظہر
اگر طاقت ہمے داری قضائے آسماں گرداں

دورِ جدید

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

(جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر "چو دورِ خسروی آغاز کردند" اور "بدورانش رسولاں ناز کردند" کی وحی نازل ہوئی۔ تو ایک نظم لکھی تھی جس کی تکمیل و تذییل حالات و واقعات نے اب کرا دی ہے۔ جو میں پیش کش محفل مؤدت منزل کرتا ہوں۔ مجھے فارسی میں شد بد تو بچپن سے ہے۔ مگر اس میں شعر کہنے کی مہارت نہیں۔ اس لئے جو سقم ہوں۔ ان سے ادبا جلیل صفح جمیل فرمائیں اکمل)

چو دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

شہِ ما آمد از ابناءِ فارس
بنامِ خسروِ ش ممتاز کردند

سلیمانے است کز سلمانیاں خاست
پئے اسلام سرافراز کردند

درخشاں آفتابے ظلِ احمدؐ
بہ انوارِ نبوت ساز کردند

چو رو پوشید اسلامِ حقیقی
بنورِ چہرۂ اش ابراز کردند

چو باز آورد قرآں از ثریا
بہ ایماں۔ معرفت۔ ہمراز کردند

خدا نا ترس۔ ترسا مشرکانہ
مسیحا را بحق انباز کردند

پئے کسرِ صلیب و قتلِ خنزیر
مسیحِ احمدی ممتاز کردند

مسیحے از یسوعِ ناصرت بہ
بکارِ ملت و اعجاز کردند

بہ حجت قتلِ دجالِ شقی کرد
مسیحِ ما چہ قدر انداز کردند

ملائک بہرِ تعریفش زباطن
بگوشِ عارفاں آوازہ کردند

ندائے غیب چوں حسنش عیاں کرد
بدیدارش دل و جاں آز کردند

رُخِ پُر نور او عشاق دیدہ
چو پروانہ سوئش پرواز کردند

بروحانیت اے روحِ قدسی
کمالاتِ ہمہ احراز کردند

گلی بارنگ و بوئے ہر کمالے
بباغِ احمدیت اعزاز کردند

گلستانِ نبوت در وجودت
پس از ختم الرسل ایجاز کردند

منم آن بلبل گلزار فیضت
کہ در از عشق بروے باز کردند

بہ نخلستانِ احمد بر لب جو
ترا پرورده سروِ ناز کردند

مرا چوں قمرئے کوکو نوازے
بمدحت گوئے بیت شہباز کردند

خوشا وقتے و خرّم روزگارے
کہ پابوسم چو پا انداز کردند

پسِ او مصلحِ موعود محمود
پئے امداد سرافراز کردند

بہ اقصائے جہاں صیتش بلند است
بہر ملکے ورا اعزاز کردند

زِ انفاسِ مسیحی زندگی یاب
کسانے تا درش تگتاز کردند

اسیرانِ ہوا و حرص دنیا
ز فیضش ترک فسق و آز کردند

بہر قومے مبلغہا فرستاد
منوّر اسم احمد باز کردند

چو حق آید ازو باطل گریزد
شکستہ ہر بُت طنّاز کردند

قدومش انقلاب انداخت ہر سو
دگرگوں حالِ عالم ساز کردند

بشیر الدولہ و عالم کبابے
بہر رنگے ورا ابراز کردند

نظیرِ حسن و احسانِ مسیحا
بخلق و خوبیش ممتاز کردند

مبارک ہست دوشنبہ مبارک
کہ فضلش بر عمر آواز کردند

وجودِ او بفرزندان چہدی
بہر سہ چار بیں انداز کردند

فروغِ جلسۂ ہوشیارپورے
گواہِ صدق چوں اعجاز کردند

بنازد خادمِ دیرینہ اکمل
"بدورانش رسولاں ناز کردند"

مقامِ محمود، اور شانِ مصلح موعود

از سعود احمد صاحب ابن جناب ماسٹر محمد حسن صاحب آسان دہلوی

مصلح موعود کی کتنی مقدس شان ہے
اپنے آقا کا نظیر حسن اور احسان ہے

اس کی آمد آسماں سے ہے نزول اللہ کا
وہ خدا کے کلمۂ تمجید سے بھیجا گیا

نور ہے وہ نور ایسا قرآں کا بھی ہے وہ رستگار
وہ اولوالعزم جہاں برکت کا ہے اور مدار

عطر ہے حق کی رضامندی کے وہ ممسوح ہے
کون وہ محمود ہے نیرا امام و کامگار

ظہورِ مصلح موعود

از جناب مولوی محمد علی صاحب اظہرؔ - دارالرحمت قادیان

للہ الحمد خوش زماں آیا　　رحمت و فضل کا نشاں آیا
حبذا حبذا مبارک ہو　　روحِ تسکین و امتناں آیا
کیا ہی اچھے نصیب ہیں اپنے　　ہو گئے ہم پر وہ مہرباں آیا
منتظر تھے ہم ایک مدت سے　　وقتِ نصرت وہ بے گماں آیا
حسب فرمانِ داورِ یکتا　　لے کے مژدہ وہ خوش عناں آیا
سامنے احمدی جماعت کے　　اس ادا سے وہ گل فشاں آیا

بشنوید اے عبادِ ربِ ودود
شانِ من ہست مصلحِ موعود

ایسا مژدہ سنا دیا تو نے　　پھول دل کا کھلا دیا تو نے
دیر سے تھیں ترس رہی آنکھیں　　جلوہ آخر دکھا دیا تو نے
آج دل کی مراد بر آئی　　کیا کہیں ہم کو کیا دیا تو نے
کھول کر ہم پہ اس حقیقت کو　　سب قضیہ چکا دیا تو نے
کر کے دعویٰ مسیح و مصلح کا　　اک جہاں کو جگا دیا تو نے
مصلحانہ قدم سے اے محمود　　سب کو اک حوصلہ دیا تو نے

مظہر الحق و العلی ہستی
گویا تو نازل از سما ہستی

سب رسولوں کو فخر ہے تجھ پر　　قربِ حق میں ہوا ہے تو برتر
تین کو چار کرنے والا ہے　　اور وحیِ دوشنبہ کا مظہر

دوسرا ہے بشیر فضلِ عمر — اور پُر نُور ہے رُخِ انور
برکتوں کو تو ساتھ لایا ہے — ہے جلالِ الٰہی بھی اظہر
اپنی اللہ نے رُوح ڈالی ہے — اور اللہ کا سایہ ہے سر پر
ہیں تری شوکت اور عظمت کے — ہو گئے قائل اسود و احمر

ایں حکومت ترا مُبارک باد
اَے مسیح الوریٰ مبارک باد

آیتِ رحمتِ خدا تو ہے — مظہرِ شانِ کبریا تُو ہے
فتح کی اور ہے ظفر کی کلید — ناصرِ دینِ مصطفےٰ تُو ہے
ماحئ کفر و شرک و بدعت ہے — ناشرِ رحمت و ہدےٰ تُو ہے
تیرا آنا خُدا کا آنا ہے — منزلِ قدرتِ خُدا تو ہے
تجھ سے مُردے حیات پاتے ہیں — منبعِ چشمۂ بقا تُو ہے
کلمۃ اللہ خُدا نے فرمایا — کلمۃ المجد والعلےٰ تو ہے

ہستی از رُوحِ حق تو عطر آگیں
پُر شُد از نُورِ تو زمان و زمیں

رحم کی اک نظر ادھر کر دے — میرا کشکول نُور سے بھر دے
کر دُعا پیشِ حق خدا کے لئے — کھول رحمت کے اپنے وُہ در دے
احمدیت سمائے ہر دِل میں — اپنی بجلی کی رَو رواں کر دے
اس کی راہ میں شہید ہو جائے — ایسا شوریدہ وُہ ہمیں سر دے
اُڑ کے لے پہنچیں کوئے جاناں میں — تیز پرواز ایسے وُہ پَر دے
ہم کو دے وُہ دِلِ تعشق زا — قلبِ محبوب میں جو گھر کر دے

اظہر ایں از تو التجا دارد
وز تو خیلے امید ہا دارد

ہمارا محمود ـــ مصلح موعود

از جناب عبدالمنان صاحب ناہید سیالکوٹی

زمیں کو کیا آسماں نے اشارا — کہ پھر تیری قسمت کا چمکا ستارا
کوئی وارثِ عظمت و دولتِ دیں — بصد شوکتِ شہریاری پکارا
یہاں جھک گئے سر کئی سرکشوں کے — نہ تھا ذکر جن کو ہمارا گوارا
کوئی جا کے کہدے یہ اس قافلہ سے — جو لاہور کو قادیاں سے سدھارا
کہ جس کو تہیدست چھوڑا انہوں نے — مقدر نے ہر کام اس کا سنوارا
وہ کشتی جسے وہ ڈبو کر گئے تھے — اسے موجۂ بحر نے خود ابھارا
ہلال آسا چمکا تھا جو اول اول — ہؤا ماہِ کامل وہی ماہ پارا
وہ بچہ، وہ "ناتجربہ کار بچہ" — کیا جس سے "اہلِ خرد" نے کنارا
جسے راہ گم گشتہ سمجھا گیا تھا — وہی راہبر تھا ہمارا تمہارا
مسیحا میں تھا جو، وہی حسن واحساں — وہی ہو بہو ہے وہ سارے کا سارا
مسیحی نفس، روحِ حق، نورِ یزداں — اسیروں کے ٹوٹے دلوں کا سہارا
وہ موعود مصلح، وہ محمود مفلح — خدیجہ کا احمد کی آنکھوں کا تارا
اسی کے لئے تھا مقدر "وہ سہرا" — جسے حق نے خود اپنے ہاتھوں سنوارا

آمد مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ الودود

از جناب محمد شریف صاحب شاکر بنگلوری مقیم سکندرآباد دکن

پہن کر فضلِ عمر تاجِ خلافت آئے — غل زمانہ میں اٹھا ہادیٔ امت آئے
بحرِ عرفاں کے غواص و ذہین اور فہیم — گلِ رعنائے گلستانِ فصاحت آئے
منبعِ جود و عطا معدنِ الطاف و کرم — مظہرِ ذاتِ احد پیکرِ رحمت آئے
راہبرِ راہِ ہدیٰ ناسخِ اوہامِ سلف — مصلحِ دینِ متیں صاحبِ حشمت آئے
حسنِ احساں میں یکتا ہیں اولوالعزم بھی ہیں — بختِ غربا کے کھلے بحرِ سخاوت آئے

بالیقیں مرجعِ شاہانِ زمانہ ہیں وہ
دین زندہ ہے۔ نبی زندہ خدا زندہ ہے
نورِ توحید سے پُر نور زمانہ ہوگا
حق کی تبلیغ میں باطل سے نہ دبنے والے
ہے تمنا درِ المصلح پہ جبیں سائی کی
خاک سمجھیگا اُسے کوچۂ مہدی کا گدا
آرزو ہے یہی شاکر ہو ایازِ محمود

پھر نہ کیوں سایۂ الطاف میں خلقت آئے
یہ دکھلانے کے لئے شاہِ کرامت آئے
ظلمتِ کفر مٹی، شمعِ ہدایت آئے
شیر دِل۔ وہ شہِ اقلیمِ صداقت آئے
یا الٰہی کوئی دن زور پہ قسمت آئے
ہفت کشور کی اگر ہاتھ حکومت آئے
فضلِ حق ہو تو میسر یہ سعادت آئے

آنا تھا جس نے مصلح موعود آگیا

از جناب منشی محمد ابراہیم صاحب شاد ضلع شیخوپورہ

تجھ کو ہے کیوں عناد بھلا قادیان سے — اس تخت گاہِ مہدیٔ آخر زمان سے
نکلا تو تھا یہاں سے بڑے ادعا کے ساتھ — اور حرم بھی بلند تھے وہم و گمان سے
پہنچا ہوا تھا چرخ پر اپنے خیال میں — بڑھ کر تصورات تھے حدِ بیان سے
آیا تھا انتخابِ خلیفہ پر ابتلاء — ناکام حیف تم ہوئے اس امتحان سے
اب تیری بزمِ ناز کی رعنائیاں کہاں — رخصت ہوئی بہار ترے گلستان سے
ثابت ہوئیں وہ کثرتیں ماضی کا ایک خواب — رشتے تھے جن کے ذکر میں رطب اللسان سے
صالح تھے جبکہ آپ تو ارادے بھی نیک تھے — جاتا رہا خلوص۔ ہوئے بدگمان سے
دنیا ہے اس کی سلکِ عقیدت میں منسلک — بغض و عناد تجھ کو ہے جس خاندان سے
کیوں ڈھونڈتا ہے عیب خلیفے کی ذات میں — یہ بات تو بعید ہے مومن کی شان سے
بگڑا نہ کچھ بھی بزمِ خلافت کا آج تک — تم نے لگایا زور قلم سے زبان سے
دامن میں آ کے تو بھی خلافت کے لے پناہ — کیوں دور بھاگتا ہے خدا کی امان سے
آنا تھا جس نے مصلح موعود آگیا — انکار کیوں ہے تم کو خدا کے نشان سے
"دعویٰ کہاں ہے" آپ کا اک عذرِ خام تھا — اب اُٹھ گیا سوال بھی یہ درمیان سے
"موعودِ وقت" وقت پہ اعلان کر چکا — حکمِ خدا سے خالقِ کون و مکان سے
نازل ہوں لاکھ بارشیں رحمت کی اے شاد — ذرہ بھی جس کو عشق ہو دار الامان سے

اہل پیغام سے خطاب

از جناب میاں غلام محمد صاحب اختر۔ ڈرافٹنگ آفیسر نئی دہلی

مجھے یہ کہنا ہے تجھ سے پیامی لاہور — کہ تیرے طور ہوئے جاتے ہیں بے طور
نبی کے وقت میں تیرے تو ایسے رنگ نہ تھے — یہ طور طرز۔ طریقے۔ نرالے ڈھنگ نہ تھے
نبی کو تم بھی تو کہہ کے پکارتے تھے نبی — نبی کے فیض سے تم بھی تھے سرفراز کبھی
وہ ایک مردِ خدا صاحبِ علومِ خفی — رموزِ علمِ نبوت ہوئے تھے جس پہ جلی
جہاں کے سوئے ہوؤں کو جگا دیا جس نے — نشانِ ملتِ بیضا دکھا دیا جس نے
یہ وقت آیا کہ اب تم ہی اس کے منکر ہو — تمہاری بات کا ہم کو یقین کیوں؟ پھر ہو
اس اختلاف کی یارو! دلیل تو لاؤ — جو نکتے سمجھے ہیں تم نے ہمیں بھی سمجھاؤ
ہوئے ہو فیضِ نبوت سے کس لئے عاری — یہ فیض وہ ہے رہے گا جو تا ابد جاری
بتاؤ زندگی پاکے یہ مرنا کیسا ہے — نبی کو مان کے انکار کرنا کیسا ہے
اگر جہاں میں نبوت کا فیض عام نہیں — تو کھل گیا کہ خدا صاحبِ کلام نہیں
ہمیں غرض نہیں دنیا میں خاص و عام سے کچھ — بس ایک عشق ہے اختر نبی کے نام سے کچھ

مبارک صد مبارک ساعتِ مسعود کا آنا

از جناب مولوی عبید اللہ صاحب اختر۔ جتوئی۔ حال سندھ

وہ رویا صد مبارک جس نے پردے چاک کر ڈالے — مبارک صد مبارک مصلح موعود کا آنا
نظیر حسن و احساں کی یہی عقدہ کشائی ہے — اسی تعبیر کی خاطر مسیحِ وقت کا آنا
مجازی رنگ میں خود ہی تجلی پاش ہوتا ہے — مبارک مل کے باہم شاہد و مشہود کا آنا
ہوئی تشریح سے تفہیم دعوی صد مبارک ہو — غرض ہر رنگ میں ثابت ہوا موعود کا آنا
بحمد اللہ ہم نے بھی تو اک موعود کو پایا — انا الحق سے کہیں بڑھ کر انا الموجود کا آنا
مبارک پنجہزاری فوج کی دس سال قربانی — ابھی نزدیک تر ہے منزلِ مقصود کا آنا
ہماری خوش نصیبی کی نہیں ہے انتہا اختر — مبارک صد مبارک ساعتِ مسعود کا آنا

فرزندانِ احمدیت کے نام ایک پیغام

(از جناب عبد الرشید صاحب شیداؔ۔ دہلی)

تری منزل فلک کے چاند تاروں سے بھی آگے ہے
جہانِ رنگ و بو کے لالہ زاروں سے بھی آگے ہے

نہیں واقف خزاں کے تند جھونکوں سے ترا گلشن
تن آسانی کی آلائش سے تیرا پاک ہے دامن

ترا عزمِ مصمم تو چٹانوں سے بھی محکم ہے
تری عظمت کے آگے رفعتِ گردوں کا سر خم ہے

تری فطرت میں پنہاں وہ محبت کے شرارے ہیں
کہ جن سے ماند گردوں کے درخشاں چاند تارے ہیں

تجھے تو کچھ نرالے ہی جہاں آباد کرنے ہیں
انوکھے ہی زمین و آسمان آباد کرنے ہیں

وہ نغمہ چھیڑ جس سے زندگی بیدار ہو جائے
تن آسانی حریفِ لذتِ آزار ہو جائے

مشیت کا تقاضا ہے کہ اٹھ محوِ عمل ہو جا
جہانِ جستجو میں بن کے روحِ زندگی کھو جا

زمانہ منتظر ہے انقلابِ تازہ تر کا پھر
مناسب ہے کہ اب تو پھیر دے رُخ بحر و بر کا پھر

جہاں میں چار سُو دینِ محمدؐ آشکارا کر
تو اُٹھ اور دامنِ جہل و ضلالت پارہ پارہ کر

فضائے آب و گل میں پھر پیامِ احمدیت دے
نئے سر سے جہاں والوں کو درسِ آدمیت دے

رگ و پے میں جنونِ عشق کی چنگاریاں بھر دے
دلوں کو لذتِ سوزِ دروں سے آشنا کر دے

نویدِ آمدِ احمدؑ جہاں والوں میں پھیلا دے
زمیں کے گوشے گوشے میں خدا کا نام پہنچا دے

مبارک ہو تجھے محمودؔ سا سالار حاصل ہے
خدا والوں کے لشکر کا علم بردار حاصل ہے

ڈرا سکتی نہیں یہ گردشِ دورِ جہاں تجھ کو
ابھی سو بار ہونا ہے حریفِ آسماں تجھ کو

حسن و احسان میں ہے حضرت احمدؑ کا نظیر

از جناب شیخ احسان علی صاحب احسانؔ

مرحبا صلِ علےٰ حسن نظامِ محمود
آج اسلام کا جرنیل ہے نامِ محمود

کل جسے کہتے تھے ناداں کہ یہ اک بچہ ہے
آج وہ دیکھ لیں آنکھوں سے نظامِ محمود

حسن و احسان میں ہے حضرت احمد کا نظیر
زندگی بخش نہ کیوں ہوگا کلامِ محمود

میرا محبوب بنا مصلح موعودِ زماں
کیوں نہ اترائے خوشی سے یہ غلامِ محمود

لیئے احسان یہ اک اور تو احسان کر دے
لب پہ ہو نزع میں اللہ کا نام محمود

حضرت مصلح موعودؑ اور اسیروں کی رستگاری

از جناب صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مصلح موعود کے جو کام بتائے گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر بفضلہ تعالیٰ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ہاتھوں بڑی حد تک پورے ہو چکے ہیں۔ اور مستقبل قریب میں (جیسا کہ قرائن سے ظاہر ہوتا ہے) نہایت شاندار طور پر پورے ہونے والے ہیں۔ ان کارناموں کا اگر تفصیلی تذکرہ کیا جائے۔ تو یہ ایک کتاب بن جائے گی۔ لہٰذا نہایت اختصار کے ساتھ صرف ایک کام کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعود کے متعلق الہامی الفاظ میں ہے۔ کہ وہ:-

"اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۶۰)

ریاست کشمیر جو پنجاب کے شمال میں ایک بہت بڑی ریاست ہے۔ اور اپنے رقبہ کے لحاظ سے ہندوستان کی سب ریاستوں میں بڑی ہے۔ اس ریاست میں مسلمانوں کی آبادی خالص کشمیر کے حصہ میں نوے فیصدی کے قریب ہے مگر چونکہ وزارت کی باگ دوڑ ایک لمبے عرصہ سے ہندوؤں کے ہاتھ میں چلی آرہی ہے۔ اس لئے باوجود اپنی اس عظیم اکثریت کے مسلمان اپنے حقوق سے محروم ہے۔ ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ قریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ زمینوں پر ان کے حقوق "مالکانہ" تصور نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ زمینوں کا گھاس بھی ریاست کی ملکیت سمجھا جاتا تھا۔ اور جانور بغیر ٹیکس ادا کئے چرائے نہ جا سکتے تھے۔ تعلیم کا یہ حال تھا۔ کہ اکثریت جاہلوں کی تھی۔ طرح طرح کی مشکلات کی وجہ سے مسلمان اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکتے تھے۔ ایک تو لمبے عرصہ کی غلامی کی وجہ سے ہمتیں سلب ہو گئی تھیں۔ دوسرے اگر کوئی آواز کبھی اٹھتی بھی۔ تو اسے نہایت سختی سے دبا دیا جاتا تھا۔ جلد ہی یہ حالات نہایت بھیانک صورت اختیار کر گئے۔ اور خود ہندوؤں نے بھی اقرار کیا۔ کہ:-

"مسلمانان کشمیر کے اکثر مطالبات دیگر ریاستوں کی مانند جائز، اور شکایات بجا ہیں۔ وہاں جہالت عام ہے۔ چاروں طرف افلاس اور ناداری کا دور دورہ ہے۔ حصول تعلیم اور اقتصادی ترقی کی سہولتیں محدود، بلکہ مفقود ہیں۔ کشمیریوں کو سیاسی حقوق حاصل نہیں، حکومت میں ان کی فریاد کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کا ایک بڑا مطالبہ یہ ہے۔ کہ انہیں ریاست کی اعلیٰ ملازمتوں میں کوئی حصہ نہیں دیا جاتا۔ ہندوؤں کو ہر جگہ غلبہ اور اکثریت حاصل ہے۔ یہ ایسی شکایات اور ایسے مطالبات ہیں۔ جن میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا"

(اخبار "ہندو" مدراس منقول از اخبار "انقلاب" ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء صفحہ ۱)

اس کے بعد ذیل میں ایک نقشہ دیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا۔ کہ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا تناسب کیا تھا۔ یہ نقشہ گلینسی کمیشن رپورٹ سے لیا گیا ہے۔ رپورٹ میں یہ ذکر کرنے کے بعد کہ:-

"اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ سرکاری ملازمت کے معاملہ میں مسلمانوں کو جو آبادی میں بہت بڑی اکثریت رکھتے ہیں۔ کافی نیابت حاصل نہیں ہے ...."

ذیل کا نقشہ دیا گیا ہے:-

	محکمہ	غیر مسلم	مسلم
شعبۂ انتظامی	تعمیرات عامہ	۱۸۴	۵۴
	الیکٹریکل و میکنیکل	۴۷	۳
	ٹیلیگراف و ٹیلیفون	۷۲	۷
	کسٹم (اسسٹنٹ محالدار اور اس سے اوپر)	۱۹۵	۱۴
	مال (گرداور اور پٹواری) میرپور	۱۳۱	۳۱
	" " " ریاسی	۸۵	۹
کلیریکل	فنانس	۳۶۸	۲۹
	محکمہ تعمیرات عامہ	۱۹۴	۳
	معدلت	۱۶۲	۲۱
ادنےٰ ملازم	محکمہ تعمیرات عامہ	۱۲۰	۲۳
	کسٹم	۳۱۴	۱۰۸
	سٹیشنری ڈپو اور چھاپہ خانہ	۶۶	۵

مذکورہ بالا اعداد و شمار متعلقہ محکمہ جات سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اور یقین کیا جاتا ہے۔ کہ موجودہ حالات میں یہ بالکل صحیح (اپ ٹوڈیٹ) ہیں" (گلینسی کمیشن رپورٹ)

مسلمانانِ کشمیر کی یہ بے کسی کی حالت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بچشم خود مشاہدہ فرما چکے تھے۔ اور ان کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے موزون وقت کے انتظار میں تھے۔ جونہی یہ حالات ریاست سے باہر آئے۔ اور اخبارات میں ان کا چرچا ہوا

تب حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے بعض مسلمان لیڈروں کو تاروں کے ذریعہ حالات کشمیر کی طرف توجہ دلائی۔ اور کہا۔ کہ ان حالات میں ہمیں ضرور کچھ کرنا چاہیئے۔ اس کے نتیجہ میں ۲۵ر اگست ۱۹۳۱ء کو شملہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے مسلمان لیڈروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آپ لوگوں میں سے کوئی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر بن جائے۔ میں اس کی قیادت میں کام کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن ان لیڈروں نے نہایت مایوس کن خیالات کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ ہمیں تو کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اگر آپ کو کامیابی کی کوئی امید ہے۔ تو آپ صدر بن جائیں۔ چونکہ ان حالات میں کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ اور مسلمان لیڈروں میں سے ہر ایک صدارت سے انکار کر رہا تھا۔ ان کے اصرار پر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے صدارت قبول فرمالی۔ اور کام شروع ہو گیا۔ اس سارے کام میں درحقیقت مشیت الٰہی کارفرما تھی۔ خدا تعالیٰ حضور سے اسیروں کی رستگاری کا کام لینا چاہتا تھا۔ اور دنیا کو یہ بتا دینا چاہتا تھا کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پیشگوئی فرمائی ہے۔ اس کی مصداق حضور ہی کی ذات والاصفات ہے۔ اور کوئی نہیں۔

جونہی حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ کام اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا۔ حالات جلد جلد پلٹا کھانے لگے۔ اور ایک قلیل عرصہ کی جدوجہد کے بعد صدیوں کا غلام کشمیری آزادی کی ہوا کھانے لگا۔ اور دنیا نے یہ سنا۔ کہ اہل کشمیر کو اسمبلی مل گئی ہے۔ پریس کی آزادی مل گئی ہے۔ مسلمانوں کو ملازمتوں میں برابر کے حقوق، فصلوں پر قبضہ اور تعلیم میں سہولتیں مل گئی ہیں۔ آئندہ کے لئے ان کی ترقی کا راستہ کھل گیا ہے۔ یہ سب امور حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہی مساعی جمیلہ کے نتائج تھے۔

تاریخ کشمیر ان کارناموں کو اپنے اوراق سے محو نہیں کر سکتی۔ تاریخ کشمیر کا مورخ جب لکھتا لکھتا یہاں پہنچے گا۔ کہ کشمیریوں کو ان کی مظلومانہ حالت سے نجات کس نے دلائی؟ اور ظالم کا ہاتھ کس نے روکا؟ تو وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کا نام مبارک جلی حروف سے لکھے گا۔ اہل کشمیر نے بھی اپنے جذبات عقیدت حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں پیش کئے اور وادی کشمیر "امام جماعت احمدیہ زندہ باد"، "صدر کشمیر کمیٹی زندہ باد" کے فلک بوس نعروں سے گونج اٹھی۔ اور ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والے "نشان رحمت" کی ایک غرض پوری ہو گئی۔ کہ "تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پائیں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں۔ باہر آئیں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۱۔ ص ۵۹)

آسمانوں پر مقبول امام

ایک دیرینہ اور پُر کیف رؤیا

نوشتہ جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے۔ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

میں امرتسر میں غالباً نویں یا دسویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس زمانے کا خواب ہے جس کا اثر اس وقت بھی اور اس کے بعد بھی ہمیشہ نہایت گہرا رہا ہے۔ اور میں ہمیشہ اسے ایک آسمانی اشارہ سمجھتا رہا ہوں اور اس کی تفاصیل کبھی نہیں بھولا میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ کسی اہم واقعہ کی انتظار میں لوگ باہر گول باغ میں جمع ہو رہے ہیں۔ یہ بھی احساس ہے۔ کہ شام کے قریب وُہ واقعہ ہونے والا ہے۔ لوگ اپنے بستر اور کچھ مختصر سامان بھی اپنے ہمراہ لیے آ رہے ہیں۔ اور باغ میں دھر اُدھر جمع ہو رہے ہیں۔ ہم بھی یعنی میں اور کچھ اور اعزہ بھی اس ہجوم میں اور اسی انتظار میں ہیں۔ ہجوم میں سب قسم کے لوگ ہیں۔ اور سب کی نظر اُفق مغرب کی طرف ہے۔ کیونکہ خیال ہے کہ مغرب کی طرف جدھر منہ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے کوئی بات ظاہر ہونے والی ہے۔ آخر نماز مغرب کا وقت آیا۔ اندھیرا زیادہ ہونے لگا۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آسمان پر مغرب کی طرف جو ستارے ہیں۔ اور جو اندھیرے کے بڑھنے سے زیادہ چمکنے لگے ہیں۔ وُہ اپنی اپنی جگہ سے ہلنا شروع ہوئے ہیں۔ اور ایک جگہ جمع ہوتے جاتے ہیں لیکن ایسی ترتیب اور نظام سے جمع ہو رہے ہیں۔ کہ ان سے ایک تصویر بن رہی ہے آخر وُہ تصویر مکمل ہو گئی ہے۔ اور وُہ شبیہ ہے حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی کا۔ اتنا حصہ ہے جسے بسٹ کہتے ہیں۔ مجھے یہ یاد نہیں۔ کہ میں نے اس وقت حضرت صاحب کو اچھی طرح سے دیکھا ہوا تھا۔ یا نہیں۔ بہر حال حضور کا حلیہ وغیرہ سُنا ہُوا تھا۔ اور ستاروں کی اس تصویر کو دیکھ کر فوراً میں نے سمجھ لیا۔ کہ حضور کی تصویر ہے۔ خواب میں یہ وُہ واقعہ نکلا جس کی انتظار میں لوگ گھروں کو چھوڑ کر باغ میں جمع ہوئے تھے۔ اس تصویر کو لوگ دیر تک ہیبت اور تعجب کے پُر جذبات سے دیکھتے رہے۔ یہ وُہ زمانہ تھا جبکہ حضور کی خلافت پر پیغامی فریق نے اختلاف کر رکھا تھا۔ اور روز یہ بحثیں سُننے میں آتی تھیں۔ کہ اب جماعت کا مستقبل اس نئے امام اور خلیفہ کی قیادت میں کیا ہو گا۔ میں نے ہمیشہ اس خواب سے یہی سمجھا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ آسمان پر ایک مقبول مقام رکھتے ہیں۔ اور حضور کا نام خوب روشن ہو گا۔ سو الحمد للہ کہ ویسا ہی ہُوا:۔

ﻪ یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ کہ جنوری ۱۹۴۴ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ پر مصلح موعود ہونے کا آسمانی انکشاف [illegible]

مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

کی تفسیر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی زبان مبارک سے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۵ راپریل ۱۹۴۴ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں ایک دوست کے سوال پر مندرجہ بالا الہام کی جو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود کے متعلق وارد ہوا ہے حسب ذیل تفسیر ارشاد فرمائی۔ جسے مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مولوی فاضل نے مرتب کیا۔ اور اب حضور کے ملاحظہ کے بعد شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

دنیا میں ہر کام کی ایک ابتداء ہوتی ہے اور ایک انتہاء ہوتی ہے۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو کام کی ابتداء تو کرتے ہیں مگر انہیں اس کام کی انتہاء دیکھنے کا موقع نہیں ملتا۔ وہ مظہر الاول تو ہوتے ہیں لیکن مظہر الآخر نہیں ہوتے۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو انتہاء کے وقت تو آجاتے ہیں۔ مگر ابتداء میں ان کا دخل نہیں ہوتا۔ گویا وہ مظہر الآخر تو ہوتے ہیں مگر مظہر الاول نہیں ہوتے۔ لیکن مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ مظہر الاول بھی ہوگا اور مظہر الآخر بھی ہوگا۔ گویا ایک طرف سلسلہ کا ابتدائی زمانہ اس نے دیکھا ہوا ہوگا۔ وہ مشکلات جو سلسلہ احمدیہ پر آئیں۔ وہ قربانیاں جو لوگوں کو کرنی پڑیں، وہ تکالیف جو انہوں نے برداشت کیں۔ یہ سب واقعات اس کی آنکھوں کے سامنے ہونگے۔ یہ نہیں ہوگا کہ وہ ایسے زمانہ میں ظاہر ہو جب کہ بعض کا زمانہ گزر جائے گا مشکلات دور ہو جائیں گی اور احمدیت کو غلبہ میسر آجائیگا۔ اس کے بعد وہ وقت بھی دیکھا ہوگا جب احمدیت ابھی ابتدائی حالت میں ہوگی لیکن پھر اللہ تعالیٰ اسے لمبی عمر دیگا وہ وقت بھی اس کی آنکھوں کے سامنے لے آئیگا جب احمدیت پھیل جائے گی اور اسلام دنیا پر غالب آجائیگا پس وہ مظہر الاول بھی ہوگا اور مظہر الآخر بھی ہوگا۔

مظہر الحق کے متعلق تو میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقاید اور آپ کی تعلیمات کو بعض لوگ بگاڑ کر پیش کرینگے اور آپ کے بعد قوم کو غلط

کوشش کریگا۔ ایسی صورت میں وہ ان کا مقابلہ کریگا اور عقاید حقہ کو جماعت میں قائم کردیگا۔ پس مظہر الحق میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے ذریعہ عقاید حقہ قائم کئے جائیں گے۔ اور مظہر العُلیٰ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عقاید حقہ اس کے ذریعہ سے قلوب میں راسخ کردیئے جائیں گے اور باوجود اس کے کہ بظاہر ان کا قائم اور راسخ ہونا بہت مشکل دکھائی دیگا اللہ تعالیٰ اُسے کامیابی عطا فرمایگا۔

حقیقت یہ ہے کہ عقاید حقہ کو قائم کرنا کوئی آسان بات نہیں ہوتی۔ اس کے لئے بڑی بھاری قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ جب لوگ سنتے ہیں کہ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ نبوت بند نہیں بلکہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگی۔ وحی و الہام کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ یا جنازہ کا مسئلہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ غیروں کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ یا یہ سنتے ہیں کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ ان کو لڑکیاں دینی منع ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ جو شخص ایسا کہیگا وہ یقیناً ناکام ہوگا کیونکہ ان عقاید کے ساتھ ساری دُنیا سے لڑائی چھڑ جاتی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ عقاید دُنیا میں پھیل ہی نہیں سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ذریعہ بتا دیا کہ ایک طرف تو وہ عقاید حقہ قائم کریگا جو بوجہ حق ہونے کے لازماً تلخ بھی ہوں گے۔ اور دوسری طرف وہ مظہر العُلیٰ ہوگا یعنی اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیگا اور جو باتیں منوانا چاہے گا وہ لوگوں سے منوالیگا۔ ہم پیغامیوں کو دیکھتے ہیں وہ ہمیشہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے اور انہیں ہمارے خلاف اشتعال دلانے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ دیکھو یہ تمہیں کافر کہتے ہیں۔ یہ تمہارے پیچھے نمازیں پڑھنا حرام سمجھتے ہیں تمہیں لڑکیاں دینا ناجائز بتاتے ہیں یہ تمہارے جنازے پڑھنے کے بھی قائل نہیں ہیں۔ غرض ہر رنگ میں وہ انہیں ہمارے خلاف بھڑکانے اور اشتعال دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جب بھی کوئی شخص جماعت میں داخل ہونا چاہتا ہے ادھر ہی آتا ہے اُن کی طرف نہیں جاتا۔ ایک دفعہ ہمیں ایک شخص آئے محمد یعقوب اُن کا نام تھا اور لائلپوری غیر مبائعین کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ انہوں نے نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل پر بحث کرنی شروع کردی۔ دوران گفتگو میں وہ بار بار جماعت کے اُن دوستوں کی طرف جو اُس وقت مجلس میں موجود تھے اشارہ کریں اور کہیں کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اتنا ایمان نہیں رکھتے جتنا میں ایمان رکھتا ہوں۔ میں نے آپ کی کتابوں اور اشتہاروں وغیرہ کو خوب غور سے پڑھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل کے بارے میں آپ کے عقاید درست نہیں ہیں۔ جب وہ اپنی بات ختم کرچکے تو میں نے ان سے

کہا میاں صاحب! اس میں مشکل بات کونسی ہے۔ لاہور میں وہ لوگ موجود ہیں جو یہی عقائد رکھتے ہیں آپ جائیں اور اُن کی بیعت کرلیں۔ وہ کہنے لگے۔ بیعت کرنی ہوگی تو یہیں کرینگے وہاں کیوں کریں۔ تو باوجود اس کے کہ ہم باتیں وہ کہتے ہیں جنکو ماننا بظاہر بڑا مشکل نظر آتا ہے۔ مگر لوگ پھر بھی اِدھر ہی آتے ہیں اُدھر نہیں جاتے۔

پس مظہر الحق میں اِس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایسے عقائد پیش کریگا جو اَلْحَقُّ مُرٌّ کے ماتحت بظاہر کڑوے اور تکلیف دہ ہوں گے اور سمجھا یہ جائے گا کہ اگر ہم نے اِن عقائد کو مانا، تو لوگ ہمارے مخالف ہو جائیں گے اور ہماری تکالیف پہلے سے بڑھ جائیں گی۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ باتیں ایسی پیش کریگا جو غصہ دلانے والی اور جذبات کو بھڑکانیوالی ہوں گی مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ اُسے کامیابی عطا فرمائیگا اور وہ مظہر العُلیٰ قرار پائے گا۔ گویا باوجود اس کے کہ اُس کی باتیں بظاہر کڑوی ہوں گی۔ جیسے کہا جاتا ہے الحقُّ مُرٌّ سچی بات انسان کو کڑوی معلوم ہوتی ہے۔ پھر بھی لوگ اُس کی کڑوی چیز پئیں گے، دوسروں کے میٹھے شربت کو اپنا مُنہ نہیں لگائیں گے۔

جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی شخص دُنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ مامور ہو یا غیر مامور اور اُسے کسی خاص مقصد اور مدعا کے لئے دُنیا میں ظاہر کیا جائے تو قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق اس کا آنا خود اللہ تعالیٰ کا آنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ (النحل ع ۳) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی شخص کھڑا کیا جاتا ہے تو اس کا مقابلہ ضرور ہوتا ہے۔ مگر ایسے مقابلہ میں کوئی انسانی طاقت دشمن کو تباہ نہیں کرسکتی۔ اُن کے قلعے مضبوط ہوتے ہیں اور وہ آسانی سے اُن میں پناہ گزیں ہو جاتے ہیں۔ پس جب قلعہ مضبوط ہو تو اس صورت میں قاعدہ یہی ہے کہ نیچے سے سرنگ لگاکر اس میں داخل ہونیکی کوشش کی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، حق کے مقابلہ کے وقت بظاہر دشمن یہ سمجھتا ہے کہ اس کا قلعہ فتح نہیں ہوسکتا۔ کوئی طاقت اس کی دیواروں کو توڑ نہیں سکتی، کوئی فوج اس کو شکست نہیں دے سکتی۔ مگر جب وہ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے تو اَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ اللہ تعالیٰ بُنیان (بُنیاد) میں سے نکلکر اُسکے قلعہ کو پاش پاش کردیتا اور اُن مخالفین کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

پس مظہر الحق والعلاء میں جس امر کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اسے کانّ اللہ نزل من السماء میں زیادہ واضح کر دیا اور بتا دیا کہ اس کی کامیابی معمولی نہیں ہوگی، بلکہ اس کے ذریعہ کفر کی بنیاد بالکل گرا دیجائیگی۔ گویا یہ الفاظ اس کی کامیابی کی تکمیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ کہ

اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مل کر دشمن کی بنیادوں کو ہمیشہ کے لئے اکھیڑ دیگا۔ یہ تو پیشگوئی کے ان الفاظ کے معنے ہیں۔ لیکن اگر ہم حقیقت کو دیکھیں تو بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں جو اُن تمام لوگوں میں مشترک ہوتی ہیں جن کے سپرد اللہ تعالیٰ اصلاحِ عالم کا کام کرتا ہے۔ خواہ وہ انبیاء ہوں یا غیر انبیاء۔ اگر انبیاء ہوں گے تب بھی ان کا آنا کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہوگا اور اگر غیر انبیاء ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان سے اصلاح کا کام خاص طور پر لینا چاہے گا تو ان کا آنا بھی کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہوگا۔ گویا انبیاء اور وہ سب لوگ جو ان انبیاء کے تابع ہو کر اصلاحِ خلق کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اُن سب پر یہ الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ کھڑے ہوں اور اپنے کام میں کامیاب نہ ہوں تو دشمن کو اعتراض کا موقع مل سکتا ہے اور وہ غرض فوت ہو جاتی ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ انہیں کھڑا کرتا ہے۔ پس کان اللہ نزل من السماء کا ظہور ہر نبی یا اس کے خاص اتباع کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آسمان سے نہ اُترے تو دلوں کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ان الفاظ میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان لوگوں کے قلوب میں پیدا ہو جائیگا۔ شرک مٹ جائیگا۔ عقائد میں پختگی پیدا ہو جائے گی اور اسلام کی صداقت پر کامل یقین اور ایمان انہیں حاصل ہو جائیگا۔

حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ نفسی نقطہ سے کیا مراد ہے جس کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ان الفاظ میں آتا ہے۔ کہ "تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا" حضور نے فرمایا نفسی نقطہ سے مراد یہی ہے۔ کہ اس کا تعلق خدا سے مضبوط ہوگا۔ اور آخر وہ اپنے نفسی نقطہ کی طرف واپس چلا جائیگا۔ ان الفاظ میں وفات کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا نفسی نقطہ کے الفاظ بڑھا کر بتایا گیا ہے۔ کہ اس کی رُوح کو اللہ تعالیٰ سے خاص وابستگی ہوگی۔ نفس کا لفظ قلب کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور قلب اللہ تعالیٰ کے انوار اور اسکے جلال کا مہبط ہوتا ہے۔ درحقیقت خدا تعالیٰ کے دو مقام ہیں۔ ایک مقام بلندی کی طرف ہے، اور دوسرا مقام وہ ہے جب وہ تدلّی اختیار کر کے انسانی قلب میں آجاتا ہے۔ جب تک انسان زندہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تدلّی اختیار کرتا اور اُس کے قلب میں موجود رہتا ہے لیکن جب اُس کی وفات کا وقت آتا ہے تو اُس وقت وہ عرش پر چلا جاتا ہے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر وقت ہی خدا رہتا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یدُ اللہ

فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں وہ جلوہ نما نہیں ہوتا تھا تو یہ کس طرح کہا جا سکتا تھا کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ مگر جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ بالرفیق الاعلیٰ۔ گویا اُس وقت خدا اپنی شانِ بلند کے لحاظ سے عرش پر چلا گیا تھا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کے ذریعہ بتا دیا کہ پہلے تو وہ مجھ سے ملنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ مگر اب میں اُس سے ملنے کے لئے جا رہا ہوں۔ تو نفسی نقطہ کے الفاظ میں وہ دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں جو دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی میں بیان کئے گئے ہیں۔

انسان کے لئے دنو پہلے ہوتا ہے اور تدلی بعد میں لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے تدلی پہلے ہوتی ہے اور دنو بعد میں۔ پہلے وہ آسمان پر چلا جاتا ہے اور پھر اپنے بندے سے کہتا ہے کہ اب تم بھی پیچھے آ جاؤ۔

جناب مولوی محمد علی صاحب اور اُنکی محترمہ بیگم صاحبہ میں شدید اختلاف

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے دعویٰ مصلح موعود پر جناب مولوی محمد علی صاحب تو آپے سے باہر ہو ہی رہے تھے۔ اب محترمہ بیگم صاحبہ جناب مولوی صاحب موصوف نے بھی اپنے زنانہ جلسہ میں اس دعوے کے خلاف ایک تقریر فرمائی ہے۔ الفاظ قابلِ ملاحظہ ہیں فرماتی ہیں:

"اس وقت قادیانی مصلح موعود کی پیشگوئی میاں صاحب پر چسپاں کرنے میں بہت شور مچا رہے ہیں۔ تو یہ کوئی عجوبہ چیز نہیں۔ بلکہ قادیان میں بچوں کو شروع ہی سے یہ ذہن نشین کرایا جا رہا تھا۔ کہ میاں محمود ہی مصلح موعود ہیں ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا اثر قائم ہے۔ ان کے صحابی زندہ ہیں اور ان کی تعلیم پر کاربند ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مصلح موعود کا دور کے زمانہ میں ظاہر ہونا بتایا تھا۔"

اس قدر تہذیب و متانت کے اظہار پر اکتفا نہ کرتے ہوئے محترمہ فرماتی ہیں:۔

"ہمیں قادیان والوں کی اس اندھا دھند عقیدت سے مرعوب نہ ہونا چاہئے بلکہ یہ ایک ابتلاء کا وقت ہے ہمیں اس میں ثابت قدم رہنا چاہئے"

(پیغام صلح ۲۱ مارچ ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

چونکہ فرقان محترمہ بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب کے نام بھیجا جاتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ فرقان کے ذریعہ ہی ان کی غلط فہمی کا ازالہ کیا جائے۔ پہلی عرض یہ ہے کہ جب قادیان میں بچوں کو شروع سے ہی یہ ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ہی مصلح موعود ہیں۔ تو اب "قادیانیوں" کو اس کے لئے "شور مچانے" کی کیا ضرورت ہے؟ دوسری عرض یہ ہے کہ مصلح موعود کے متعلق الہامی الفاظ "دیر آید" کے سمجھنے میں جناب کو غلطی لگی ہے۔ براہ نوازش اشتہار "تکمیل تبلیغ" مجریہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء ملاحظہ فرمائیں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ولادت تک کی دیر کو بھی اس الہام کا مصداق تسلیم فرمایا ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۱۴۹ حاشیہ)

تیسری عرض یہ ہے کہ "مرعوب" ہونے کا سوال نہیں ہے، آپ بیشک "ثابت قدم" رہیں اور دوسروں کو نصیحت کریں۔ لیکن خدا کے واسطے یہ ضرور تسلیم فرمائیں کہ جس طرح صحابہ نبیوں اور خلفاء پر فدا ہوا کرتے ہیں وہی جذبہ آج جماعت احمدیہ میں اپنے امام کے لئے موجود ہے۔ اور یہ "اندھا دھند عقیدت" فریق لاہور کو اپنے امیر سے نہیں ہے۔

چوتھی عرض یہ ہے۔ کہ یہ تو درست ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں کیونکہ صحابی نبی کے ہی ہوتے ہیں۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶ کے صحابی زندہ ہیں۔ اور حضور کا اثر بھی قائم ہے لیکن آپ اس بیان میں جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے سے شدید اختلاف کر رہی ہیں۔ کیونکہ وہ تو خطبہ میں کھڑے ہو کر فرما چکے ہیں کہ:۔

"آج کل ایک ہوا چلی ہوئی ہے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا ایک کثیر حصہ بگڑ گیا" (پیغام صلح ۱۵ مارچ ۱۹۴۳ء)

اب آپ ہی فرمائیں۔ کہ دونوں متضاد بیانات میں سے ہم کس بیان کو درست اور راست تسلیم کریں۔ اگر آپ تطبیق دے سکیں تو شوق سے فرقان میں شائع ہونے کے لئے ارسال فرمائیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر جماعت کا "کثیر حصہ" بگڑ گیا ہے تو یہ کہنا کس طرح درست ہے کہ حضرت مسیح موعود کا اثر قائم ہے؟

(وہ) "زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا"

(مکرم جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے قلم سے)

پچھلے تیس سالوں کے عرصہ میں جہاں جہاں بھی احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا ہے وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عزم اور سعی کا نتیجہ ہے۔ اور جس مقام پر بھی احمدیت کا ذکر کیا گیا ہے وہاں حضور نے شہرت پائی ہے۔ اس فرمودہ الٰہی میں جو بطور عنوان اوپر درج کیا گیا ہے "زمین کے کناروں" سے مراد ملک کی انتہا بھی ہو سکتی ہے اور اکناف عالم بھی ہو سکتی ہے۔ گو ہم یہی یقین رکھتے ہیں کہ زمین کے کناروں سے مراد اس جگہ دُنیا کے کنارے ہی ہیں۔ یہ دونو مفہوم سامنے رکھکر ہندوستان کے نقشہ اور دُنیا کے نقشہ پر ایک سرسری نگاہ بھی ڈالی جائے تو دیکھنے والا یہ تصدیق کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ نشان بھی اس اولوالعزم پسرِ موعود کے حق میں پُورا ہو چکا ہے ہندوستان کا نقشہ سامنے رکھکر کراچی سے لیکر ڈبرو گڑھ (ملک آسام) تک ایک خط کھینچیے۔ اور پھر سرینگر سے لیکر راسکماری تک دوسرا خط کھینچیے۔ اور یوں مُلک کے کنارے متعین کرنے کے بعد غور کر لیجیے کہ آیا اِس اولوالعزم نے مُلک کے کناروں تک شہرت پائی ہے یا نہیں؟

پھر ایشیا کا نقشہ سامنے رکھیے اور ایک خط حیفا (فلسطین) سے دمشق۔ دمشق سے بغداد۔ بغداد سے طہران۔ طہران سے بخارا۔ بخارا سے کاشغر۔ کاشغر سے ٹوکیو۔ ٹوکیو سے ہانگ کانگ۔ ہانگ کانگ سے بٹاویہ۔ بٹاویہ سے کولمبو۔ کولمبو سے عدن اور عدن سے پھر حیفا تک خط کھینچیے اور دیکھیے کہ ایشیا کے کناروں تک یہ موعود فرزند شہرت پا چکا ہے یا نہیں؟ اِن مقامات میں سے حیفا، دمشق، بغداد، بٹاویہ (بلکہ تمام جزائر شرق الہند) کولمبو، عدن میں تو جماعتہائے احمدیہ قائم ہیں۔ عربی اور دوسری زبانوں میں رسالے جاری ہیں۔ طہران، بخارا، کاشغر، ٹوکیو اور ہانگ کانگ میں سلسلہ کی باقاعدہ تبلیغ کی جا چکی ہے۔ کاشغر کے احمدیوں میں سے حاجی آل احمد صاحب اور حاجی جنود اللہ صاحب تو خود قادیان میں شاہد موجود ہیں۔

پھر افریقہ کا نقشہ لیجیے اور قاہرہ سے ممباسہ، ممباسہ سے لیگوس (ملک نائیجیریا) لیگوس سے سالٹ پانڈ (ملک گولڈ کوسٹ)۔ اور سالٹ پانڈ سے فری ٹاؤن (ملک سیرالیون) تک خط کھینچیے اور ملاحظہ کر لیجیے کہ افریقہ کے کناروں تک یہ اولوالعزم شہرت پا چکا ہے۔ اِن تمام مقامات پر جن کا ذکر میں نے کیا ہے جماعتہائے احمدیہ موجود ہیں اور مغربی افریقہ کے ممالک میں تو ان کی تعداد کئی ہزار

تک پہنچی ہوئی ہے۔ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ مدرسے جاری ہیں اور روز بروز اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کی تعداد، ان کے اخلاص اور انکی سرگرمیوں میں ترقی ہو رہی ہے۔ احباب ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اکیلے ملک سیرالیون سے بارہ مبلغین کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یہ تمام جماعتیں اپنے تمام تبلیغی اور تنظیمی اخراجات خود برداشت کرتی ہیں۔ نئے مبلغین کے اخراجات بھی پہلے چھ ماہ کے بعد جماعتیں خود برداشت کرنے کے قابل ہو جائینگی۔

اب یورپ کے نقشہ کی طرف توجہ کیجئے۔ لندن میں تو ہمارا ۳۰ سال سے مشن قائم ہے اور ۲۰ سال سے وہاں ایک مرکز اور بعد میں مسجد بھی بن چکی ہے۔ یہ مشن بفضل اللہ نہایت اہم خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ علاوہ اس کے برلن (ملک جرمنی)، وارسا (ملک پولینڈ)، ماسکو (ملک روس)، بوڈاپسٹ (ملک ہنگری)، بلغراڈ (ملک یوگوسلاویہ)، روما (ملک اٹلی) میں بذریعہ مبلغین تبلیغ سلسلہ ہو چکی ہے۔ اور لندن۔ پیرس۔ روما۔ وینس وغیرہ شہروں میں تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس تشریف لے جا چکے ہیں۔ واضح ہے کہ یورپ کے کناروں کے متعلق بھی یہ نشان پورا ہو چکا ہے۔

باقی رہا امریکہ۔ سو شمالی امریکہ کے ۲۰ کے قریب شہروں میں بفضل اللہ جماعتہائے احمدیہ قائم ہیں اور شکاگو سے ہمارا سہ ماہی رسالہ مسلم سن رائز بھی شائع ہوتا ہے۔ اور جنوبی امریکہ میں بونس آئرز (ملک ارجنٹائن)، تبلیغ احمدیت کا مرکز ہے۔

ان مختصر سے کوائف سے اندازہ کر لیا جائے کہ اس نشان کا جس کا اعلان آج سے ۵۰ سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا، یہ حصہ کس آب و تاب کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ اور پورا ہو رہا ہے۔ یہ عزم اور سعی اور پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدر نصرت اور فتحمندی انسان کے اپنے اختیار کی بات نہیں ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست!

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

معذرت اور شکریہ باوجودیکہ مسیح موعود نمبر کے صفحات میں غیر معمولی اضافہ کیا گیا ہے لیکن کئی ایک مہربان دوستوں کے مضامین درج رسالہ نہیں ہو سکے۔ ان سے معذرت خواہ ہوں بہرحال جملہ معاونین کا شکریہ۔ فوٹوز کے حصول میں ڈاکٹر حسن احمد صاحب لاہور اور ملک عطاء الرحمٰن صاحب قادیان شکریہ کے مستحق ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

آسمانی شہادت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا غلط رویہ

(از جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی۔اے ایل ایل بی واقفِ زندگی تحریک جدید):۔

کتاب مقدس میں لکھا ہے :۔

"خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنی رُوح میں سے ہر بشر پر ڈالونگا اور تمہارے بیٹے اور بیٹیاں نبوّت کرینگی اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بُڈھے خواب دیکھیں گے۔ بلکہ میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی اُن دنوں میں اپنے رُوح میں سے ڈالوں گا اور وہ نبوّت کریں گی۔" (اعمال ۲/۱۷-۱۸)

یہ آخری دن حضرت مسیح کی بعثتِ ثانیہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایام ہیں۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے اس پیشگوئی کو پورے ہوتے دیکھا۔ خدا تعالیٰ نے بیٹوں اور بیٹیوں کو، مردوں اور عورتوں کو، جوانوں اور بوڑھوں کو اکناف عالم میں اس ذریعہ سے اپنے مسیح کی صداقت کا علم دیا اور ایمان کی توفیق بخشی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں کئی ایسی خوابوں کو اپنی تائید میں بیان فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ ۸۳۶ تا صفحہ ۸۳۹، حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۶-۲۰۷) حضور نے اپنی تصنیف نشانِ آسمانی میں تمام طالبانِ حق کو دعوتِ استخارہ دی اور اس طرح آسمانی نور کے حاصل کرنیکا ایک مستقل اور عظیم الشان ذریعہ اُن کے لئے مہیا فرما دیا۔ کئی سعید روحیں ان استخاروں کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئیں۔ اور خلافتِ ثانیہ سے وابستگی کی انہیں توفیق حاصل ہوئی۔

یہ ایک آسمانی راستہ ہے اور اس پر کسی کو اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ مگر تعجب ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو یہ طریق بھی نہیں بھاتا۔ مولوی صاحب نے دیکھا کہ کئی لوگ جو پہلے اُن سے عقیدت رکھتے تھے اُن کی خدا تعالیٰ نے خواب میں رہنمائی فرمائی اور وہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں شامل ہو گئے۔ اس پر مولوی صاحب نے سرے سے خواب کی ہی تضحیک شروع کر دی۔ ابھی کچھ دوست غیر مبایعین میں سے ہم میں آکر شامل ہوئے۔ مولوی صاحب اُن کا اپنے خطبہ میں ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

"ایک تیسرے بزرگ ہیں اُن سے قادیانی ہونیکی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے افسر ایک قادیانی بزرگ ہیں انہوں نے کہا تھا توجہ کرو۔ **تو خواب میں اشارہ**

ہو؟ کہ قادیانی ہو جاؤ۔ جب اُن سے کہا گیا کہ عقائد سے دیکھنا چاہیے کہ حق کس کے ساتھ ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کا ذکر نہ کرو۔ سو یہ کیا چیز ہے۔ یہ سب دُنیا کی طرف میلان ہے۔" (پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۴۴ء)

مولوی صاحب! کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ کیا آپکو علم نہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سچی خواب کی کیا اہمیت قرار دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"... بعض لوگ محض خوابوں کے ہی ذریعہ سے عناد اور کینہ کو ترک کر کے کامل مخلصین میں داخل ہو گئے اور اسی بناء پر اپنے مالوں سے امداد کرنے لگے۔" (نشان آسمانی ۳۹)

مولوی صاحب! یہ خوابیں کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہ تو خدا کا فضل اور احسان ہے۔ اس پر کڑھنے کی بجائے اس عظیم الشان نشان کو شناخت کر کے خلافتِ حقہ کی مخالفت سے توبہ کرنی چاہیئے پھر یہ ایک خواب نہیں، یہ خوابوں کا ایک بڑا لمبا سلسلہ ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ جب بھی سلسلہ پر کوئی بڑا حملہ کیا جاتا ہے، جب بھی خاص طور پر آسمانی انوار کے نزول کا وقت ہوتا ہے، جب بھی جماعت کیلئے آسمانی تسکین کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ خوابوں کا ایک بڑا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ خود مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"جب ہم قادیان کو چھوڑ کر آئے تھے تو اُس وقت ہمارے دلوں کے اندر یقین تھا کہ قادیان میں پیر پرستی کی بُنیاد پڑ رہی ہے۔ اُس وقت ہمیں نظر آ گیا تھا۔ شاید بعض لوگوں کو یاد ہو گا کہ ان ایام میں بھی خوابوں کا ایک بڑا سلسلہ چلا تھا۔ کسی نے آکر کہدیا کہ فلاں یکہ والے کو بھی خواب آئی ہے۔ حکم ہوا کہ اس کو بھی لکھ لو۔ وہ کون تھا یہ بھی کوئی نہ پوچھتا تھا۔ ان خوابوں کی بناء پر خلافت بنی۔ اب خوابوں کی بناء پر مصلح موعود بن رہے ہیں۔" (پیغام صلح ۲۳ فروری)

خدا ترس لوگ جانتے ہیں، کہ سچی خوابوں کا آنا جماعت کے قلوب پر خدائی تصرف کی دلیل ہے، یہ خدائی موہبت ہے۔ ان کے ذریعہ مومنین کو تسکین بہم پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ یہ اُسی فضل کا پرتو ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں سعید طبائع پر نازل ہوتا تھا۔ وہی فضل آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "حُسن و احسان میں نظیر" حضرت مصلح موعود کے متبعین پر نازل ہو رہا ہے۔ ایک شخص کے متعلق تو شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید اس کے نفس کا اس کی خواب میں دخل ہو لیکن جب اُس امر کی تائید "خوابوں کا ایک بڑا سلسلہ" کرے تو اس شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ مولوی

محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک لختِ جگر پر حملہ کیا ہے! کہ ان کا خواب خواہشات کا اثر ہے اس کا بھی ان خوابوں میں جواب موجود ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ پر خدا تعالیٰ نے ایک انکشاف فرمایا اور اس انکشاف کی تائید میں خدا تعالیٰ نے احبابِ جماعت اور خواتینِ جماعت کو بھی کثرت سے بذریعہ خواب مطلع کر دیا۔ جس سے ثابت ہو گیا کہ یہ رویائے صادقہ ہیں، ان میں کسی خواہش کا دخل نہیں اور ان میں کسی کذب کا دخل نہیں۔ یہ خود ساختہ معیار نہیں، بلکہ خود آقائے نامدار حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یراھا الرجل المسلم او یریٰ لہ۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے پیش فرمایا ہے۔ یہ "خوابوں کا ایک بڑا سلسلہ" حضرت امیر المومنین اور مختلف دوستوں کی خوابوں میں اشتراک کیا یہ ان خوابوں کی سچائی کی دلیل نہیں ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کو اپنی صداقت کے متعلق استخارہ کی تحریک فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص سچی خواب دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے کسی محب کو بطور گواہ ٹھہرانے کے وہی خواب یا اس کے کوئی ہم شکل دکھلا دیتا ہے تب اُس خواب کو دوسرے کی خواب سے قوت مل جاتی ہے۔ سو بہتر ہے کہ آپ کسی اپنے دوست کو رفیقِ خواب کر لیں جو صلاحیت اور تقویٰ رکھتا ہو اور اس کو کہدیں کہ جب کوئی خواب دیکھے لکھ کر دکھلا دے اور آپ بھی لکھکر دکھلا دیں۔ تب امید ہے کہ اگر سچی خواب آئیگی، تو اسکے کئی اجزاء آپ کی خواب میں اور اس کی خواب میں مشترک ہونگے۔ اور ایسا اشتراک ہو گا کہ آپ تعجب کرینگے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۵)

مولوی صاحب! حیف ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق کو پیر پرستی قرار دیتے ہیں۔ یہ پیر پرستی نہیں، یہ خدا پرستی ہے۔ پھر مولوی صاحب ایک خطبہ میں کہتے ہیں:-

"قادیان کی جماعت نے حضرت صاحب کے نام اور مقاصد کو چھوڑ دیا اور خوابوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔" (پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۴۴ء)

مولوی صاحب! ان "خوابوں کے پیچھے پڑنا" حضرت صاحبؑ کے کام اور مقاصد کو چھوڑنا نہیں ہے، بلکہ ان کے پیچھے پڑنا بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے کام اور مقاصد کی تکمیل ہے۔ یہ خوابیں خدا کی طرف سے اسلئے دکھائی جاتی ہیں کہ تا وہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضورؑ کے خلفاء کے حقیقی مقام کو شناخت کر سکیں۔ اور حضرت اقدس اور حضورؑ کے خلفاء کے مقاصد کی تکمیل میں کوشاں ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"مجھے یاد آیا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ الہام درج ہے جسکو دس برس کا عرصہ گذر گیا اور وہ یہ ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنی ایسے لوگ تیری مدد کرینگے جن پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ سو وہ وقت آگیا۔ اس لئے میرے نزدیک قرین مصلحت ہے۔ کہ جب معقول اندازہ ان خوابوں اور الہاموں کا ہو جائے تو ان کو ایک رسالہ مستقلہ کی صورت میں طبع کر کے شایع کیا جائے۔ کیونکہ یہ بھی ایک شہادت آسمانی اور نعمت الٰہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمت ربك فحدث۔" (نشان آسمانی صفحہ ۳۹)

پس یہ خوابیں ثبوت ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا۔ یہ خوابیں ثبوت ہیں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافتِ حقہ کا۔ یہ خوابیں ثبوت ہیں حضرت امیرالمومنین کے مصلح موعود ہونیکا۔ اور ان سے ایمان تازہ ہوتا ہے، قربانی کا جذبہ ترقی پذیر ہوتا ہے۔ عمل کی قوت بڑھتی ہے۔ یہ نعمت الٰہی ہے جس کا شایع کرنا واما بنعمت ربك فحدث کی تعمیل ہے۔ یہ شہادت آسمانی ہے جس کے آگے ہر تعصب اور بغض و کینہ کو دور کرتے ہوئے جھک جانا چاہیئے لیکن افسوس ہے کہ مولوی صاحب اس آسمانی شہادت کو قبول کرنے پر بھی آمادہ نہیں۔

مولوی صاحب! یہ خوابیں ان مبشرات میں سے ہیں جن کا خدا تعالیٰ نے مومنوں سے آیات ذیل میں وعدہ فرمایا ہے۔ (۱) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (یونس) (۲) اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ (حٰم سجدہ)۔ مومنین کی جماعت کے لئے ملکوتی تسکین کی صورت میں خدائی انعام نازل ہوتا ہے کسی مدعیٔ ایمان کا ان پر ہنسنا قطعاً زیبا نہیں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزأً من النبوۃ (بخاری و مسلم) کہ سچی خوابیں چھیالیسواں حصہ نبوت ہیں۔ پس اس نبوت کے چھیالیسویں حصہ کی تحقیر ایمان کے منافی ہے۔ ہاں یہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے نزدیک "یکہ والا" اس انعام کا مستحق ہے یا مسلم ٹاؤن کے بنگلہ میں رہنے والا امیر پیغام۔ وما علینا الا البلاغ المبین +

اُولوالعزم مصلح موعود اور ترقیٔ احمدیت

:(از خواجہ خورشید احمد صاحب مجاہد سیالکوٹی واقفِ زندگی -):

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"اس جگہ بفضلہ تعالیٰ واحسانہ و بہ برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جسکی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔" (اشتہار ۲۲ رمارچ ۱۸۸۶ء)

جب حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی تو بڑے بڑے صاحب دل بھی کانپ اُٹھے۔ اسی ہوشربا گھڑی میں یہ اولوالعزم نوجوان اپنے مقدس باپ کی مبارک نعش کے قریب کھڑا ہو جاتا ہے اور یوں گویا ہوتا ہے کہ :-

"اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دُنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کرونگا۔"

(بحوالہ الحکم خلافت جوبلی نمبر صلا)

(۲)

غیر مبایعین نے خلافتِ ثانیہ سے علیحدہ ہوتے ہی کہنا شروع کر دیا کہ :-

(۱) "بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ بطور نفل ان کا کر لینا انہیں ہمیشہ کے لئے فرض نہیں کر دیتا۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ خلافت کا سلسلہ صرف چند روزہ ہوتا ہے۔ تو کس طرح یہ امر قابلِ تسلیم ہے کہ اگر ایک شخص کی بیعت کر لی تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ" (پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

(۲) "ہم انگلستان میں لوگوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش سر دست ٹھیک نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اس سے وہاں فرقہ بندی کا بازار گرم ہونے کا احتمال ہے" (پیغام صلح ۲۳ جون ۱۹۱۴ء)

پھر لکھا کہ "بلاشبہ ہم حضرت مسیح موعود کا وجود اور دعویٰ ووکنگ میں نہیں پیش کرتے" (حوالہ مذکور)

اس نازک زمانہ میں جبکہ اکابر الگ ہو گئے اور احمدیت کو ستم قاتل کہنے لگے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا :- "خدا کرے کہ میرے ہاتھ سے یہ فساد فرو ہو جائے اور یہ فتنہ کی آگ بجھ جائے تا کہ وہ

عظیم الشان کام جو خلیفہ کا فرضِ اوّل ہے یعنی کُل دُنیا میں اپنے مطاع کی صداقت کو پہنچانا میں اس کی طرف پُوری توجہ کرسکوں۔ کاش! میں اپنی موت سے پہلے دُنیا کے دُور دراز علاقوں میں صداقتِ احمد یہ روشن دیکھ لوں۔ وما ذٰلك على الله ببعيد۔" (رسالہ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے صلا)

پھر فرمایا:- "اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دُنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ سے ہوگی اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گذریگا جسمیں میرے شاگرد نہ ہونگے کیونکہ آپ لوگ جو کام کرینگے وہ میرا ہی کام ہوگا۔" (منصب خلافت صلا)

نیز فرمایا:- "اسوقت دشمن کہہ رہا ہے کہ اب احمدیت گئی لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آگے سے بھی زیادہ اسے ترقی دے اور اسلام کے شیدا خوش ہوجائیں کہ اب خزاں کے بعد بہار آنیوالی ہے، اور مسیح موعودؑ کے وعدوں کے پورے ہونیکے دن آگئے ہیں، خدا تعالیٰ اپنے مامور اور اسکے اوّل خلیفہؓ کی دعاؤں کو ضائع نہیں کریگا اور ضرور اسلام کی مصیبت کو دُور کردیگا پس اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پُورا کرنے کیلئے میرے دل میں ڈالا ہے کہ میں اب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کیلئے خاص جدوجہد کروں۔" (شکریہ و اعلان ضروری صث)

(۳)

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کو مسلّم ہے۔ کہ احمدیت کی شاندار ترقی مصلح موعودؑ کی ذات کیساتھ وابستہ ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے شخص کیلئے جو خاص نشان قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اُسکے ذریعہ سے حق ترقی کریگا۔ پس اوّل وہ وحی سے حصہ پاکر کھڑا ہوگا پھر اسکی تائید آسمان سے اس طرح ہوگی کہ سلسلہ حقہ اور دین اسلام میں اس کے ذریعہ کثرت سے لوگ داخل ہونگے۔ یہ ہیں اُن کے نشان جنکے پُورا ہونے پر کسی شخص کو یقینی طور پر اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا جاسکتا ہے۔"

(حاشیہ الوصیت شائع کردہ غیر مبایعین ۱۹۱۴ء صلا)

مرزا خدا بخش صاحب غیر مبایع نے لکھا کہ:-

"ایکدفعہ ایسے وقت میں جبکہ ابھی تک کوئی اولاد نہیں تھی پیشگوئی کی کہ ایک لڑکا ہوگا جو مشرق سے مغرب تک دین اسلام کو پھیلائیگا اس کا نام بشیر عمانوایل ہوگا اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔۔۔۔۔ یہ پیشگوئی بھی بکمال صفائی پوری ہوگئی۔ اسوقت تک چار ہی لڑکے موجود ہیں جنہیں سے ایک وہ موعود بھی ہے جو اپنے وقت پر اپنے کمالات ظاہر کریگا اور جو حضرت اقدسؑ کا جانشین ہوگا۔" (عسل مصفّٰی صث۷۹۹ جلد دوم ۱۹۱۴ء طبع ثانی)

غیر مبایع دوست سوچیں کہ وہ اولوالعزم مصلح موعود کون ہے؟ جسکے عہد مقدس میں اسکے خدام کے ہاتھوں ممالک غیر میں بیسیوں مشن قائم ہوچکے ہیں*

مصلح موعود کی شناخت کا واضح معیار

"علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا"

:(از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل):

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں تحریر فرمایا ہے کہ مصلح موعود "علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

یاد رکھنا چاہیئے کہ آیت قرآنیہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے مطابق علم قرآنی حقیقی رنگ میں صرف متقیوں کو ملتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

(۱) "مومن کامل پر قرآن کریم کے حقائق و معارف جدیدہ و لطائف و خواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔ اور ان چاروں علامتوں میں مومن کامل نسبتی طور پر دوسروں پر غالب رہتا ہے" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۳)

(۲) "اول فضیلت اور کمال کسی دل کا یہ ہے کہ علم قرآنی اسکو عطا کیا جائے ... وہ آپ فرماتا ہے کہ میں جسکو حقیقی پاکیزگی بخشتا ہوں اسپر قرآنی علوم کے چشمے کھولتا ہوں اور نیز فرماتا ہے کہ جسکو چاہتا ہوں علم قرآنی دیتا ہوں۔ اور جسکو علم قرآن دیا گیا اسکو وہ چیز دی گئی جسکے مقابل کوئی چیز برابر نہیں" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۳)

(۳) "اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں" .... "بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کرکے اور خدا اور اسکے رسولؐ سے سچی محبت رکھکر میری پیروی کریگا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائیگا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے" (اربعین نمبر ۱ صفحہ ۴)

(۴) "علم قرآن سے بلاشبہ باخدا اور راستباز ہونا بھی ثابت ہے۔ کیونکہ بموجب آیت لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے لیکن صرف دعویٰ قابل تسلیم نہیں بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے

ہو سکتا ہے اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے۔ کیونکہ روشنی ظلمت سے ہی شناخت کی جاتی ہے"
(اشتہار بنام "پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی" مورخہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء صدا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ "قرآن کریم کے حقائق ومعارف جدیدہ" کا علم خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا جانا نہ صرف "مومن کامل"، "حقیقی پاکیزگی"، "بلاشبہ باخدا اور راستباز ہونیکا ثبوت ہے۔ بلکہ "اوّل فضیلت اور کمال کسی دل کا یہ ہے کہ علم قرآن اسکو عطا کیا جائے"۔ آیت لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ کے سلسلہ میں جناب مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

"اس کے مضامین عالیہ تک رسائی انہی لوگوں کو ملتی ہے، جو اپنے آپکو گناہوں سے پاک کرکے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں۔ یہ مطہرین کے قرآن شریف تک پہنچنے کے دو رنگ ہیں ایک ظاہری ایک باطنی"۔ (ترجمۃ القرآن صـ۱۸۱۱)

ان اقتباسات مسلمہ فریقین کی روشنی میں اگر کسی کو مصلح موعودؑ کے بارہ میں تحقیقِ حق مدنظر ہو تو اسکے لئے حق کا معلوم کرنا کچھ مشکل امر نہیں کیونکہ مصلح موعودؑ کے نشانات میں مندرج ہے کہ وہ:-

"علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت مندرجہ حوالہ ۴ سے روشن ہے کہ "صرف دعوے قابلِ تسلیم نہیں بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے ہو سکتا ہے اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے"، حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

(۱) امیر امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-
"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ کے مضمون کیطرف توجہ دلا کر بار بار اپنے مخالفوں کو توجہ دلائی ... کہ اگر تم میں سے کوئی عالم یا شیخ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے تو میرے مقابلہ پر علوم قرآن کو ظاہر کرے۔ اور ایسا کیا جائے کہ ایک جگہ ایک ثالث شخص بطور قرعہ اندازی قرآن کریم کا کوئی ٹکڑا نکال کر دونوں کو دے اور اس کی تفسیر معارف جدیدہ پر مشتمل دونوں لکھیں۔ پھر دیکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کس فریق کی مدد کرتا ہے مگر باوجود بار بار کہنے کے کوئی مقابلہ پر نہ آیا اور آتا بھی کیونکر؟ کیونکہ آپ کا مقابلہ تو الگ رہا علوم قرآن میں آپ کے خدام کا بھی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور قرآن کریم گویا اس وقت صرف ہمارا ہی ہے"۔ (دعوۃ الامیر صـ۱۹۵)

(۲) علماء دیوبند کے نام چیلنج میں تحریر فرمایا کہ:-

"اگر حقائق و معارف سے وہ حقیقی معارف مراد ہیں جن سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے اور جن میں انسان کے اخلاق و اعمال کی درستی اور اسکے تعلق باللہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ ذرائع بتائے گئے ہیں تو انکے لکھنے میں ان مولویوں کو میں اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں اگر وہ آئے تو دیکھینگے کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک ادنےٰ غلام کے مقابلہ میں انکا کیا حشر ہوتا ہے۔ انکی قلمیں ٹوٹ جائینگی، انکے دماغوں پر پردے پڑ جائینگے اور وہ کچھ نہیں لکھ سکینگے۔ اگر انمیں ہمت و جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں"[۱]

(۳) پھر ایک اور موقعہ پر حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ارشاد فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود نے ان علماء کو چیلنج دیا کہ میرے مقابل پر آکر تفسیر لکھو۔ اگر ان علماء میں علم ہوتا تو وہ اسے قبول کیوں نکرتے؟ پھر حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ تفسیر کا کام میرا ہی یا اسکا جو مجھ سے ہو۔ اور اسطرح یہ دروازہ اپنی جماعت کیلئے بھی کھلا رکھا ہے۔ اب مینے بھی کئی بار چیلنج دیا ہے کہ قرعہ ڈالکر کوئی مقام نکال لو اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تمکو زیادہ عبور ہو بلکہ یہانتک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو غور کر لو اور مجھے وہ نہ بتاؤ۔ پھر میرے مقابل پر آکر اسکی تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لیگی کہ علوم کے دروازے مجھپر کھلتے ہیں یا انپر مگر کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ سامنے آئے"[۲]

(۴) چونکہ پیشگوئی مصلح موعود میں صرف باطنی علوم یعنی قرآن کریم کی تفسیر اور معارف جدیدہ سے پُر ہونا ہی نشان نہیں بلکہ ظاہری علوم کا بھی ذکر ہے اسلئے مندرجہ ذیل اقتباس خاص دلچسپی سے پڑھنے کے قابل ہے۔ حضور نے ۸ را اپریل ۱۹۳۴ء کو لائل پور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"آپ (مسیح موعود علیہ السلام) کے طفیل مجھے بھی ایسے قرآن کریم کے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ کسی علم کا جاننے والا اور کسی مذہب کا پیرو ہو قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس قرآن سے ہی اسکا جواب دونگا۔ مینے بارہا دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ معارف قرآن میرے مقابل میں لکھو۔ حالانکہ میں کوئی مامور نہیں ہوں مگر کوئی اس کیلئے تیار نہیں ہوا..... میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ نئے معارف بیان کروں گا" (تبلیغ حق ص ۳۷-۳۸) پھر اپنی تقریر میں آگے چلکر فرماتے ہیں:-

"غرض اسوقت تک کوئی بات ایسی معلوم نہیں ہوئی کہ جسکی دنیا کو ضرورت ہو اور قرآن کریم میں مذکور نہ ہو۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کا کوئی انسان کسی علم سے اعتراض کرے میں انشاء اللہ العزیز قرآن کریم سے ہی اسے جواب دونگا اور میرا دعویٰ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام دنیا کی ضرورتوں کو پورا کر دیا"[۳]

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کے بارہ میں جو فرمایا تھا کہ وہ: "علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا"، یہ نشان اور عظیم الشان علامت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہی میں پائی جاتی ہے۔ لہذا آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں *

[۱] الفضل ۱۶ ر جولائی ۱۹۲۵ء صہ ۴ ۔ [۲] الفضل ۷ ر مارچ ۱۹۳۰ء ۔ [۳] تبلیغ حق صہ ۶۵

اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ کی حقیقت

(نوشتہ مکرم جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے جمعہ کے خطبہ میں اپنی ایک عظیم الشان رویا بیان فرمائی جو یکم فروری ۱۹۴۴ء کے الفضل میں شایع ہو چکی ہے رویا بہت لمبی ہے اور اس کا ایک حصہ یعنی انا المسیح الموعود مثیلہٗ وخلیفتہٗ الہام الٰہی ہے۔ حضور کی زبان پر جو کچھ جاری ہوا وہ مشیت ایزدی سے ہوا ہے، حضور کا اس میں کیا اختیار، اللہ تعالیٰ حضور کو مسیح موعود یعنی آپ، موعود مثیل اور کامل خلیفہ قرار دے رہا ہے۔

ہمارا مشاہدہ ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ درد بھرے دل کیساتھ اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ حضور میں عشق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ آپ کا عشق قرآن پاک کیساتھ انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ آپکے اندر قرآن کریم کی روشنی کی شعاعیں داخل ہو رہی ہیں۔ اور اس روشنی کے باعث آپ نے دُنیا جہان کو چیلنج کیا ہے، ہاں اسی طرح چیلنج جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا تھا۔ کہ قرآن پاک کی تعلیم پر کوئی شخص اعتراض کر کے دیکھ لے، حضور اس کا مدلّل اور معقول جواب قرآن کریم سے ہی دیں گے۔

اس کلام پاک کی روشنی کی موجودگی میں آج مشرق اور مغرب کے علماء کو محوِ حیرت کر دیا ہے۔ وہ آج حضور کے مقابل پر مذہب کی صداقت کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں نہیں آتے۔

ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی شخص خواہ کسی عِلم کا، کسی درجہ کا عالم حضور کے سامنے آیا اور علوم مروجہ کے پیش نظر اسلام کی تعلیمات پر اس نے اعتراض کیا تو حضور نے اس کا نہایت تسلی بخش جواب دیا۔

علاوہ ازیں ہم نے حضور والا کو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق رکھنے والا پایا ہے۔ حتیٰ کہ بعض مخالفوں نے بھی حضور کے تعلق باللہ کی شہادت دی۔

حضور کی دُعاؤں کی قبولیت کے آثار دستوں اور دشمنوں نے محسوس کئے ہیں۔ صلہ رحمی میں بھی حضور نمونہ ہیں۔ حضور نے ہر چھوٹے بڑے عزیز و اقارب کے ساتھ حسب مراتب سلوک کیا ہے۔ پھر حضور نے سلسلہ حقہ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا یا ہے اور اس عظیم الشان کام کو انجام

دیتے ہوئے جہاں اپنے عہد کو پورا کیا، وہاں "دنیا کے کناروں تک شہرت پائیگا" کی پیشگوئی کے مصداق بھی بن گئے۔

پھر حضور والا نے اِس دجالی فتنہ کے دُنیا پر قابض ہوجانیوالے زمانہ میں اور اسلام کی تعلیم کے نہایت زبردست مخالف رَو کے وقت میں تعددِ ازدواج جیسے نہایت مشکل مسئلہ کو عملی جامہ پہنایا ہے اور انصاف کو قائم رکھتے ہوئے دُنیا کے لئے نمونہ قائم کیا ہے

الغرض جبکہ حضور سے وہی کارہائے نمایاں صادر ہو رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام انجام دے رہے تھے تو پھر انا المسیح الموعود مثیلہٗ وخلیفتہٗ کے الہامی الفاظ کا زبان پر جاری ہونا خاص منشاء الٰہی سے معلوم ہوتا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں حضور دمشق میں المنارۃ البیضاء کے قرب میں نزول فرما ہوئے اور حدیث نبی اکرم صلعم کی پیشگوئی کے مطابق خلیفہ برحق ثابت ہوئے تھے۔

اگر یہ سوال ہو کہ پھر الہام انا المسیح الموعود مثیلہٗ وخلیفتہٗ اتنی دیر بعد کیوں ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے۔ کہ ہر ایک کام کے لئے زمانہ اور وقت مقرر فرما دیتا ہے۔ حضور والا کو یہ الہام کہ انا المسیح الموعود مثیلہٗ وخلیفتہٗ آج ہوا ہے۔ لیکن میرے نزدیک حضور مسیح موعودؑ کے مظہر اور خلیفہ آج سے بہت پہلے بن چکے تھے۔ اور اس بارہ میں کھلا الہام دیر بعد ہونے کی میرے نزدیک حکمت یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر عرصہ میں جماعت احمدیہ کے سینوں کو قبول کرنے کے لئے کھول دیا۔ اور اس قدر عرصہ میں بعض غیب کی باتیں حضور کے ذریعہ ایسی معلوم ہوئیں جو بجز مقبولین کے اور کسی کے ذریعہ ظاہر نہیں ہوتیں۔

سینکڑوں نشان اور ہزاروں برکتیں اللہ کے حضور سے حضور کو ملیں کہ دوست اور دشمن محو حیرت ہو گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضور والا کو انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہٗ کا الہام فرمایا اور اسکے اعلان کی اجازت فرما دی۔ پس جبکہ حضور سے مسیح موعود ہونے کے کام اور نشان پہلے سے ہی سرزد ہو رہے ہیں تو پھر حضور کو اور حضور کے خدام کو اٰمنّا وصدّقنا کہنے میں کونسی روک ہے۔

سنہ ۱۹۳۰ء کے ماہ رمضان کا واقعہ ہے۔ یہ عاجز ماہ رمضان کی بارھویں تاریخ کو بعد نماز فجر سویا ہوا تھا کہ رؤیا میں مجھے معلوم ہوا کہ اس بات کا اعلان ہو رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تشریف لا رہے ہیں (یعنے زندہ ہو کر واپس آ رہے ہیں) اِس اعلان پر حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ اور یہ عاجز حضور مسیح موعود علیہ السلام کے استقبال کے لئے مسجد مبارک کے نیچے والے چوک میں نکلے ہیں۔ اور اُس وقت بجز سیدنا حضرت محمود اور اِس عاجز کے اور کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة و السلام سفید نقاب پہنے جانب شمال سے آتے ہوئے نظر آئے ہیں اور جب حضرت خلیفہ اول رض کے مطب کے سامنے پہنچے ہیں اُس وقت حضور نے اپنا نقاب چہرہ مبارک سے اٹھایا ہے۔ اور حضور کا چہرہ ایسا منور نظر آتا ہے کہ حدِ بیان سے باہر ہے۔ پہلے سیدنا حضرت محمود نے مصافحہ کیا ہے اور اُس کے بعد اِس عاجز راقم نے۔ پیارے مسیح پاک نے اِس عاجز کا ہاتھ دیر تک اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اُس وقت اِس عاجز کے سرور اور لذت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور خوشی کی حالت کو صرف اِسی طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ جو غم ہمیں حضور کی مفارقت سے مئی ۱۹۰۸ء میں پہنچا تھا، اُسی درجہ کی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ جبکہ یہ نظر آ رہا تھا کہ حضرت صاحب پھر دنیا میں واپس آ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شاہد ہے اور اُس کی جھوٹی قسم کھانا لعنت کے نیچے لے آتا ہے کہ اُس خوشی کا اثر میرے جسم پر اِس قدر پڑ رہا تھا، کہ میرا جسم تمام کا تمام سخت رعشہ میں تھا۔

میرا یہ رؤیا تین سال قبل طبع ہو چکا ہے۔ دیکھو الفضل جلد ۲۸ نمبر ۲۸۱۔ اِس رؤیا کی تائید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل کلمات سے بھی ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی، کہ موت کے بعد میں پھر تجھے حیات بخشوں گا" اور فرمایا۔ کہ "جو لوگ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں وہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں"۔ اور پھر فرمایا۔ "اور میں اپنی چمکار دکھاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا"۔ "پس میری دوبارہ زندگی سے مراد بھی میرے مقاصد کی زندگی ہے"۔

ان اقتباسات سے حضرت مسیح موعود کی بعثت ثانیہ کا وعدہ ثابت ہے۔ الحمد للہ کہ آج وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

مُصلح موعودؑ کی علامات اور کارنامے

(از جناب مرزا منور احمد صاحب مولوی فاضل واقف زندگی)

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور بعد کے اشتہارات میں مصلح موعود کے لیے جن علامات و امور کا ذکر کیا گیا ہے وہ مختصراً حسب ذیل ہیں :-

(۱) اس کا نام اور کام فضل ہوگا۔ (۲) وہ صاحب شکوہ (۳) اور عظمت (۴) اور دولت ہوگا۔ (۵) وہ اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ (۶) وہ کلمۃ اللہ ہے۔ (۷) خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ (۸) وہ سخت ذہین (۹) و فہیم ہوگا (۱۰) اور دل کا حلیم۔ (۱۱) اور علوم ظاہری (۱۲) اور باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ (۱۳) اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (۱۴) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ (۱۵) فرزند دلبند گرامی ارجمند (۱۶) مظھر الاوّل والآخر (۱۷) مظھر الحق والعلاء (۱۸) کانّ اللہ نزل من السماء (۱۹) جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ (۲۰) نور آتا ہے نور (۲۱) جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ (۲۲) ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے (۲۳) اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ (۲۴) وہ جلد جلد بڑھیگا (۲۵) اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ (۲۶) اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائینگی (۲۷) تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ (۲۸) وکانَ امراً مقضیاً۔

(۲۹) اے فخرِ رسل قربِ تو معلومم شد ✽ دیر آمدہٗ ز راہِ دُور آمدہٗ

(۳۰) وہ اولوالعزم ہوگا۔ (۳۱) وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ (۳۲) وہ تیری نسل سے ہوگا۔ (۳۳) وہ خدا کی قدرت کا نشان ہوگا۔ (۳۴) محمود (۳۵) بشیر ثانی (۳۶) فضل عمر۔ (۳۷) بشیر الدولہ۔ (۳۸) عالم کباب۔ (۳۹) شادی خاں۔ (۴۰) کلمۃ اللہ خاں۔ (۴۱) کلمۃ العزیز۔ (۴۲) ورڈ۔ (۴۳) ناصر الدین۔ (۴۴) فاتح الدین (۴۵) ھذا یوم مبارک۔ (۴۶) یخرج ھمّہٗ وغمّہٗ دوحۃ اسمٰعیل۔ (۴۷) ضرور ہے۔ کہ خدا اُس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جبتک کہ پیشگوئی پوری نہ ہو جائے۔

یہ وہ علامات و امور ہیں، جو مصلح موعود کے متعلق ذکر ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہؤا اور جلد جلد بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو "فضل عمر" ثابت ہؤا۔ اس کے آنے کے ساتھ فضل آیا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہؤا۔ اسنے دُنیا میں آکر اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے اب تک لاکھوں آدمیوں کو بیماریوں سے صاف کیا۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہؤا اور دل کا حلیم۔ اور وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا گیا۔ کہ دُنیا کا کوئی مفسر اور کوئی عالم اس کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکتا۔ اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ثابت ہؤا۔ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہؤا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل میں سے ہی ہؤا۔

آج تک ہمارے پیغامی دوست کہا کرتے تھے، کہ اگر واقعی حضرت امیرالمومنین ہی مصلح موعود ہیں تو وہ دعوےٰ کیوں نہیں کرتے۔ خدا تعالےٰ نے اب اُن پر حجت تمام کردی۔ تاکہ جن میں سعادت ہے وہ حق کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ حضور کو ایک واضح رؤیا میں الہاماً بتایا گیا "انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہ" اور آپ نے کھلے طور پر دعویٰ فرما دیا۔ غیر مبایع دوستوں کو خوفِ خدا سے کام لیکر غور کرنا چاہیئے ۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری پر اتمامِ حجّت

(از جناب مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل واقفِ تحریک جدید)

مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری اپنی کتاب "شان مصلح موعود" میں لکھتے ہیں :-

"چونکہ مکرم میاں صاحب (حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود) خود اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق ماننے میں متردد ہیں۔ اسلئے آپ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے"۔ (شان مصلح موعود صفحہ ۸۱، ۸۲)

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے وجودِ باجود میں تمام علامات ونشانات مندرجہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء صادق آتے تھے اور جماعت آپ کو مصلح موعود مانتی تھی۔ مگر آپ اس وقت تک خاموش رہے جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو بولنے پر مجبور نہ کر دیا۔ چنانچہ آغاز ۱۹۴۴ء میں آپ نے باعلام الٰہی اس بات کا اعلان فرما دیا ہے کہ آپ ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان پر جاری فرمایا کہ انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہ۔ آپ مسیحی نفس رکھتے ہیں اور آپ ہی حسن و احسان میں مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ہیں۔ اب مصری صاحب پر انکے اپنے کلام سے حجت پوری ہوگئی۔ اسجگہ مناسب ہے کہ حضرت پیر سراج الحق صاحب مرحوم کی وہ روایت درج کر دیجائے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھی ہے۔ اس کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں :-

"کچھ دنوں کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سے بہت تفصیلی باتیں کیں اور بہت سے واقعات جو آپ کے بعد ہونیوالے تھے وہ بیان کر رہے تھے جو میں بھی پہنچگیا اور سلسلہ کلام جاری رہا۔ فرمایا۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑیگا اور فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائینگے اور دنیا میں ایک حشر برپا ہو جائیگا وہ اول الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپسمیں ایکدوسرے پر چڑھائی کرینگے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائیگی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپسمیں خوفناک لڑائی کریگی۔ ایک عالمگیر تباہی آئیگی اور تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب! (خاکسار راقم کو فرمایا) اُسوقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ خدا نے اسکے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہونگے تم اس موعود کو پہچان لینا۔ یہ ایک بہت بڑا نشان پسر موعود کی شناخت کا ہے[۱]"

کیا ہم امید رکھیں کہ غیر مبائع دوست خشیت اللہ سے کام لیکر غور کرینگے؟

[۱] تذکرۃ المہدی جلد ۲ صفحہ ۳۰۲

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہٖ کے الہامی اعلان کے دو فائدے

(از عزیز عطاء الرحمٰن صاحب جالندھری)

آج سے اٹھاون سال پہلے خدا کے پاک مسیحؑ نے ہوشیار پور کے مجاہدہ کے بعد اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود کی پیشگوئی شایع فرمائی۔ اِس پیشگوئی کے مصداق جماعت احمدیہ کے عقیدہ اور یقین کے مطابق ابتداء سے ہی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی تھے لیکن اس امر کی تائید خدا تعالےٰ کے اس رؤیا سے ہو کر جماعت کیلئے زیادتیٔ ایمان کا موجب ہوا جس کا ذکر حضور نے ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

ایک طرف یہ اعلان جماعت کیلئے خوشی اور زیادتیٔ ایمان کا موجب ہے۔ دوسری طرف یہ ان مخالفوں کیلئے اتمام حجت بھی ہے جو اِس اعلان سے پہلے کہتے تھے کہ اگر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ خود اعلان فرمادیں کہ میں ہی وہ مصلح موعود ہوں تب تو بات ہے جیساکہ شیخ مصری صاحب اپنی کتاب "شان مصلح موعود" ص۲۶ پر لکھتے ہیں:۔ "آیا خلیفہ صاحب کرم جنکو اِس پیشگوئی کا مصداق بنا نہیں ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے' انہوں نے خود بھی کبھی حتمی اور یقینی طور پر اپنے آپکو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے"۔

پھر آگے چلکر لکھتے ہیں:۔ "اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپکو اس پیشگوئی کا یقینی طور پر مصداق قرار دینے میں آجتک انہیں تردد ہی رہا۔ اس بارے میں بعض معتقدین کی کوشش شروع سے ہی مدعی سست گواہ چست کا مصداق رہی"۔

اِس عبارت میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ (۱) جماعت پہلے ہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو مصلح موعود مانتی تھی۔ (۲) حضرت امیر المومنین خود مصلح موعود ہونیکا اعلان نکرتے تھے۔ پہلی بات کے متعلق عرض ہے کہ جماعت حضور کو اس واسطے اس پیشگوئی کا مصداق مانتی چلی آئی ہے کیونکہ اس پیشگوئی کی علامات آپ میں ایک ایک اور دو دو کی طرح پوری ہو رہی تھیں۔ دوسری بات کہ حضور نے خود اعلان نہ کیا اس کا جواب حضور نے ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں ہی دیدیا تھا۔ کہ میں پہلے ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھتا ہی نہ تھا کہ کہیں میرا نفس مجھے دھوکا نہ دیدے۔ گو جماعت کا اصرار بھی تھا مگر میں کچھ نہ کہتا تھا۔ کیونکہ میں خدا کے حکم کا منتظر تھا۔ اسکے بعد حضور نے یہ فرمایا کہ اب خدا نے مجھے رؤیا کے ذریعہ بتا دیا کہ میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں تھا۔ اس امر کا معمولی اقرار ہی نہیں بلکہ حضور نے جلسہ ہوشیارپور میں حلفیہ اقرار کیا کہ "میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیشگوئی (جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار کی گئی تھی) کے مطابق آپکا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچانا ہے" (الفضل ۲۴ فروری ۱۹۴۴ء) حضور کا خدا کے حکم کے مطابق مصلح موعود ہونیکا اعلان فرمانا ہر طرح جماعت کیلئے زیادتیٔ ایمان کا موجب [illegible] اور مخالفین کیلئے [illegible]

[illegible] آمین۔

مولوی محمد علی صاحب کے تازہ ارشادات پر نہایت دلچسپ تبصرہ

از قلم جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب سابق آنریری جنرل سکرٹری انجمن اشاعت اسلام لاہور

۱۰۔ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء کو میں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کی بیعت کرتے ہوئے چند سطروں کا ایک مختصر سا اعلان کیا تھا۔ جو ۱۴۔ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء کے الفضل کے صفحہ ۴ پر شائع ہوا ہے۔ اس کے بعد مجھے اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر ۲۴ مارچ کو بروز جمعہ احمدیہ بلڈنگس میں سے گزرتے ہوئے معلوم ہوا۔ کہ میری چند سطروں کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔ جو پیغام صلح مورخہ ۲۲ مارچ کے کئی صفحات پر شائع ہوا ہے۔ اگرچہ میں نے احمدیہ بلڈنگس کے اخبارات عرصہ سے بند کر رکھے ہیں۔ تاہم اسی وقت اس اخبار کو لے کر پڑھا مضمون خطبہ پڑھ کر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جبکہ میں نے اس کو اس متانت اور سنجیدگی سے خالی پایا جو ایک بزرگ صورت، سفید ریش خطیب کے شایان شان ہوتی ہے۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے خلاف اس میں تحقیر اور استہزاء دیکھ کر میرے دل میں خوف پیدا ہوا۔ کہ کہیں مولوی صاحب کا بھی وہی حشر نہ ہو۔ جو اس قسم کے تحقیر اور استہزاء کرنے والوں کا پہلے ہو چکا ہے۔ اور جن کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام انی مھین من اراد اھانتک۔ اور ایک الہامی شعر بھی موجود ہے۔ ؎

اے کہ بر تحقیر ما بستہ کمر — خانہ ات ویراں تو در فکر دگر

اس خطبہ میں مولوی صاحب نے کام کی کوئی بات نہیں کی۔ جو میرے خیالات کا ازالہ کر سکتی۔ البتہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے خلاف بغض اور حسد کے شعلے اُٹھتے نظر آتے ہیں۔ افراد انجمن اور جماعت لاہور کے اندرونی حالات اور خلفشار کے متعلق میں سنہ ۱۹۴۰ء سے چلّاتا چلا آ رہا ہوں۔ اور بہت سے احباب کو جہاں تک ان حالات کا تعلق ہے۔ پوری طرح سے آگاہی ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب کو بھی میں خود بذریعہ تحریر باخبر کرتا رہا ہوں چنانچہ مولوی صاحب مکرم نے اس امر کا اپنے آخری خط مورخہ ۹/۲/۴۲ میں بھی اعتراف کیا ہے۔ اور ضمناً کئی ایک خطبوں میں بھی اشارات کئے ہیں۔ مولوی صاحب کے آخری خط کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

”آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ میں کھری کھری باتیں سننے کی تاب نہیں۔ میرے محترم میاں اس سے زیادہ کونسی کھری باتیں ہیں۔ جو آپ مجھے سنا چکے ہیں۔ للہ اپنے دل کو صاف کرنے کی کوشش کریں۔ مجھ میں کونسا ایسا عیب پیدا ہو گیا ہے۔ جو سنہ ۴۰ء تک نہ تھا۔ تو مجھے بتائیں۔ میں اصلاح

نہ کروں۔ تو میرے لئے دُعا کریں۔ خدا شاہد ہے۔ کہ میں اب بھی آپ کے لئے رو رو کر دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کے دل کو میری طرف سے اسی طرح صاف کر دے جس طرح وُہ سنہ ۱۹۴۲ء سے پہلے تھا۔

اس آخری خط کا جواب میں نے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۴۳ء کو دیا۔ اس کے بعد خط و کتابت بند ہوگئی۔ تاہم میں نے کئی ہفتے انتظار کیا۔ کہ دیکھوں۔ میری معروضات پر حضرت مولانا کیا توجہ فرماتے ہیں۔ مگر جب معلوم ہوا۔ کہ مولانا کو کچھ پرواہ نہیں۔ کہ کوئی جئے یا مرے۔ تو میں نے ایک جمعہ کی نماز کے بعد ان کی خدمت میں ایک مختصر سا رقعہ بھیجکر ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یہ واقعہ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۴۳ء کا ہے۔ اس کے بعد میں دُعاؤں میں لگ گیا۔ جس کا نتیجہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء کو ظاہر ہوگیا۔ کہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان میں شامل ہوگیا۔ وُہ باتیں کیا ہیں۔ جو مجھ میں اس قدر عظیم الشان تغیر و انقلاب کا باعث ہوئیں۔ میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ اپنی ایک کھُلی مطبوعہ چھٹی میں جو میں نے مولانا کی خدمت میں بھیجی۔ لکھ چکا ہوں۔ مگر اس چھٹی کے بعد چند احباب نے جو سلسلہ کے لئے سوز درون رکھتے ہیں سلسلہ کی بہتری کے نام سے پے در پے کوشش کی۔ کہ مجھے مولوی صاحب کی اطاعت پر مجبور کریں۔ اس پر میں نے محض خدا تعالےٰ کے خوف سے ایک مختصر سی تحریر پر دستخط کر دیئے۔ حالانکہ جیسا کہ خود مولوی صاحب نے اپنے خط مورخہ ۹/۴/۴۴ میں تحریر فرمایا ہے۔ میرا دل ان کی طرف سے اس طرح کبھی صاف نہیں ہوا جس طرح وُہ سنہ ۱۹۴۲ء سے پہلے تھا۔

میری کھُلی چھٹی شائع ہو چکی ہے۔ اس کے مضمون کو دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کو میں نے سنہ ۱۹۴۲ء میں لکھا تھا۔ اس میں جو واقعات میں نے لکھے تھے۔ ان کی مولوی صاحب کی طرف سے یا ان کے کسی ہمدرد کی جانب سے اب تک کوئی تردید میری نظر سے نہیں گزری۔ اور واقعات جو حقیقت پر مبنی ہوں۔ ان کی تردید آسان بھی نہیں ہوتی۔ اقبال کے الفاظ میں اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

اور ہے تیرا شعار، آئینِ ملّت اور ہے ✽ زشت روئی سے تری آئینہ ہے رسوا ترا
یوں تو روشن ہے مگر سوزِ دروں رکھتا نہیں ✽ شعلہ ہے مثلِ چراغِ لالۂ صحرا ترا
قیس پیدا ہوں تری محفل میں یہ ممکن نہیں ✽ تنگ ہے صحرا ترا محمل ہے بے لیلا ترا

میں نے اپنے نہایت مختصر بیان مورخہ ۱۰ مارچ میں لکھا تھا "جماعت لاہور کی ترقی مسدود ہے۔ اور مستقبل بھی مشکوک۔ زیادہ تفصیلات کی ضرورت نہیں۔ سرمد شہید کی مندرجہ ذیل رُباعی میں اس کا پورا نقشہ نظر آتا ہے:۔

یاراں چہ قدر راہ دورنگی دارند ✽ مصحف بہ بغل دین فرنگی دارند

پیوستہ بہم چو مہرہ ہائے شطرنج ، در دل ہمہ فکر خانہ جنگی دارند

نہ تو احمدیہ بلڈنگس لیا اور نہ ہی مسلم ٹاؤن میں کوئی احمدیت کا چرچا ہے۔ اور نہ ہی کوئی عملی کوشش ہے۔ کہ لوگوں کو سلسلہ میں لایا جائے۔ اور اشاعت اسلام اور تبلیغی کوشش اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ کہ ہفتہ میں ایک خطبہ جمعہ ہو جائے۔ یا کچھ کتب فروخت ہو جائیں اخبارات بھی برائے نام ہیں۔ اور ایک فردی سی مسلط ہے"

یہی وہ باتیں ہیں۔ جو میں تفصیل کے ساتھ حضرت مولانا کی خدمت میں پہلے ہی بذریعہ تحریر عرض کر چکا ہوں مگر مولانا نے نہ تو پہلے ہی کچھ توجہ دی۔ اور نہ ہی اپنے اس طویل خطبہ میں کچھ روشنی ڈالی۔ کہ جماعت لاہور کی ترقی (بحیثیت جماعت) کیوں مسدود ہے۔ اور اس کا مستقبل کیوں مشکوک نہ سمجھا جائے۔

اپنے اس طویل خطبہ میں اس ضمن میں اگر مولوی صاحب نے کچھ کہا ہے۔ تو وہی جو وہ سالہا سال سے کہتے چلے آئے ہیں۔ یعنی (۱) ہم نے انگریزی۔ جرمنی اور ڈچ زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا۔ (۲) ہمارے عقائد بڑے اعلےٰ ہیں۔

(۱) اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ قرآن کریم کے ترجمے علامہ یوسف علی۔ غلام سرور۔ پکتھال۔ مرزا حیرت نے بھی کئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ وہ کشمیری بازار میں فروخت ہوتے ہیں۔ اور ان کا ترجمہ احمدیہ بلڈنگس سے ملتا ہے۔ چار آنہ خرچ کر کے دو روپیہ میں کتاب فروخت کرنا کیا اشاعت اسلام کہلا سکتا ہے۔ اگر یہی اشاعت اسلام ہے۔ تو یقیناً تمام کشمیری بازار اور کئی اور غیر مسلم کتب فروش بھی یہ دعویٰ کرنے کے حقدار ہیں۔

ڈچ زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ مرزا ولی احمد بیگ صاحب کا کارنامہ تھا۔ مولوی صاحب نے اس میں کیا کارگزاری کی۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ اشاعت میں بھی ان کا کوئی حصہ نہیں۔ جرمن زبان میں ترجمہ ڈاکٹر منصور صاحب مرحوم پروفیسر مسلم علی گڑھ کالج کی محنت کا نتیجہ تھا۔ جو مولوی صدر الدین صاحب کے نام سے شائع ہوا۔ اور اس بیچارہ کا تو کہیں نام بھی نہیں لکھا گیا۔ انگریزی ترجمہ مولوی محمد علی صاحب صاحب کے قلم کا ضرور ہے۔ مگر انہوں نے وہ ترجمہ اس وقت کیا۔ جبکہ وہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے تنخواہ دار ملازم تھے۔ اور اسی کام پر مامور تھے۔ چاہیئے تھا۔ کہ قادیان سے علیحدہ ہوتے وقت ترجمہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کر دیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ مولوی صاحب نے اس کے متعلق صفائی دینے کی کئی بار بے سود کوشش کی ہے اور کہا ہے۔ کہ اگر مسودہ ترجمہ وہ قادیان چھوڑ آتے۔ تو ترجمہ شائع ہی نہ ہوتا۔ اور ہوتا بھی تو اور صورت میں۔ اس حالت میں دیانت داری کا تقاضا یہ تھا۔ کہ

اس ترجمہ کے لئے جس قدر رقم انہوں نے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے وصول کی تھی۔ وُہ علیحدگی کے وقت یا بعد میں خود ادا کرتے۔ یا انجمن سے دِلواتے۔ مگر ایسا اب تک نہیں کیا گیا۔ بلکہ میں نے تو سُنا ہے۔ کہ مسودہ ترجمہ ساتھ لاتے وقت مولوی صاحب ایک ٹائپ رائٹر اور کچھ کتابیں بھی جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت تھیں۔ ساتھ لے آئے۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اگر ترجمہ کے بگڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ تو ٹائپ رائٹر اور کتابیں اگر قادیان میں ہی رہتیں۔ تو اس میں کیا خرابی واقعہ ہوسکتی تھی۔ کیا دیانت داری اسی کا نام ہے؟

(۲) ہمارے عقائد بڑے اعلیٰ ہیں۔ بجا، اور درست۔ جہاں تک صرف کاغذ اور زبان کا تعلق ہے۔ عقائد واقعی بڑے اعلیٰ ہیں۔ مگر عمل جو ان پر ہوتا رہا۔ وہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ تمام مسلمانوں کو زبان سے۔ اور قلم سے مسلمان مانتے ہُوئے نہ آپ ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں نہ ان کے جنازے پڑھتے ہیں۔ اور نہ ان سے رشتے ناطے کرنے تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ آپ نے کچھ ایسے نکاح ضرور پڑھے ہیں۔ جن میں دونوں فریق احمدی نہ تھے۔ ایک میں لڑکا احمدی تھا۔ اور لڑکی غیر احمدی۔ اور دوسرے میں لڑکی احمدی تھی۔ اور لڑکا شیعہ۔ مگر ان مواقع پر حضرت مولوی صاحب اپنے عقائد کے خلاف عمل کرنے پر اس لئے مجبور تھے۔ کہ وُہ بڑے گھرانوں کا معاملہ تھا۔ اور فیس نکاح بھی معقول تھی:-

حضرت مولانا کے عقائد کے کرشمے بہت سے ہیں۔ لیکن میں زیادہ طوالت دینی نہیں چاہتا۔ صرف اس قدر کہنا کافی ہے۔ کہ یہ اعلےٰ عقائد عام قبولیت سے اب تک خالی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان عمدہ عقائد نے مولانا کے اعمال۔ اور اپنے احباب اور مقلدین کے ساتھ سلوک پر کچھ اثر نہیں پیدا کیا۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ سب ایک ایک کرکے جُدا ہو رہے ہیں۔

شمعِ محفل ہو کے جب تو نور سے خالی رہا ۔۔۔ تیرے پروانہ بھی اس لذت سے بیگانے رہے

رشتۂ الفت میں گر ان کو پرو سکتا تھا تو ۔۔۔ منتشر کیوں پھر تری تسبیح کے دانے رہے

نہ تو احمدیہ بلڈنگس میں جہاں تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتّٰی کا عالم ہے کوئی ان کی حقیقی عزت کرتا ہے اور نہ ہی مسلم ٹاؤن میں۔ مسلم ٹاؤن میں وُہ سالہا سال سے رہتے ہیں۔ مگر اب تک ایک فرد کو بھی احمدی نہیں بنا سکے۔ یہ ضرور ہے۔ کہ خود ان کے اپنے عزیز بھی مسلم ٹاؤن کو اسی لئے چھوڑ گئے۔ کہ ان کے ساتھ گزارہ دُشوار ہوگیا تھا۔ اور جو ان کے ہم خیال موجود ہیں۔ وُہ بھی ان سے ان کے کردار کی بدولت متنفر ہیں۔ عقائد اگر اعمال۔ اخلاق۔ گفتار۔ اور کردار پر اچھا اثر نہیں ڈالتے۔ تو میرے مکرم اور بھولے مولانا کو معلوم ہونا

چاہیئے۔ کہ ایسے عقائد کا ڈھنڈورہ پیٹنا بے سُود ہے۔ میں نے لکھا تھا۔

"نہ تو احمدیہ بلڈنگس میں اور نہ ہی مسلم ٹاؤن میں کوئی احمدیت کا چرچا ہے۔ اور نہ ہی کوئی عملی کوشش ہے۔ کہ لوگوں کو سلسلہ میں لایا جائے۔ اور اشاعتِ اسلام اور تبلیغی کوشش اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ہفتہ میں ایک خطبہ جمعہ ہو جائے۔ یا کچھ کتب فروخت ہو جایئں"

مولوی صاحب مکرم نے یہ تو نہ فرمایا۔ کہ خطبہ جمعہ اور کتب فروشی کے سوا جو تمام مساجد اور دوکانات کتب فروشان لاہور میں بھی ہوتا ہے۔ احمدیہ بلڈنگس اور مسلم ٹاؤن میں احمدیت اور اسلام کا اور کیا چرچا ہوتا رہا ہے یا کوئی عملی کوشش کی گئی ہے۔ کہ لوگوں کو سلسلہ میں لایا جائے۔ البتہ فرماتے ہیں۔ کہ (۱) مجدد اعظم کے پایہ کی کتاب پیش کریں۔ (۲) ہم نے لٹریچر دُور دور پہونچایا ہے۔ مجھے "مجدد اعظم" کے نفسِ مضمون سے کوئی بحث نہیں لیکن کیا کروں۔ اس کی تہ میں بھی دو ملتی کی ہوس کام کرتی نظر آتی ہے۔ اور یہ بات میں پہلے بھی ایک خط میں لکھ چکا ہوں۔ جو میں نے اپنے ایک مکرم کو لکھا تھا۔ لٹریچر کا پھیلانا قصۂ ماضی ہے۔ اس کے ذکر کی بجائے بہتر ہوتا اگر مولانا یہ فرماتے۔ کہ احمدیہ بلڈنگس اور مسلم ٹاؤن یا لاہور میں اتنے لیکچر ہُوئے۔ اتنے جلسے کئے گئے۔ اور اتنے لوگوں میں تبلیغ اور اشاعت احمدیت کی گئی۔ میں نے جماعت کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ کہ اس میں احمدیت کا چرچا نہیں ہے۔ مولانا نے یہ سُرخی دکھ کر کہ "جماعتِ لاہور میں دین کا چرچا" لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنا چاہا ہے۔ جو ایسے بزرگ کے لئے مناسب نہ تھا۔ جو قیادت کا مدعی ہو۔

حضرت صاحبزادہ صاحب پر تمسخر اور حقارت آمیز الفاظ میں نکتہ چینی کرتے ہُوئے مولانا نے جو میرے بعض مضامین کا حوالہ دے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش فرمائی ہے اس کے متعلق صرف اسی قدر عرض کرنا چاہتا ہُوں۔ کہ اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست۔ یہ سب آپ کے فیضِ صحبت کا ہی اثر تھا جس نے مجھ سے وُہ مضامین لکھوائے۔ چنانچہ خطبہ زیرِ نظر میں بھی آپ نے ان مضامین پر اظہارِ خوشنودی فرماتے ہُوئے کہا ہے "میاں صاحب نے خوب گرفت کی" اور اس سے پہلے اپنے خطبوں میں بھی آپ اظہار خوشنودی فرما چکے ہیں۔ مگر مجھے ان مضامین کا افسوس ہے۔ اور میں اپنی غلطی محسُوس کرتا ہُوا استغفار کرتا ہوں۔ کیا مولانا میں بھی اس قدر جرأت ہے۔ کہ وُہ اپنی کمزوریوں کو محسُوس کر کے ان کا اقرار کریں؟

اسی خطبہ میں میرے مکرم مولانا نے یہ بھی فرمایا ہے "لیکن آپ نے کیوں قلابازی کھائی۔ اور اختلاف رکھ کے کیوں بیعت کی؟" میں نہیں جانتا۔ کہ اختلاف رکھتے ہُوئے بیعت کرنا کیوں ناجائز ہے۔ اگر مولانا اسے خلافِ شریعت سمجھتے ہیں۔ تو اس کا ان کو اعلان کرنا چاہیئے۔ قلابازی کے متعلق عرض ہے۔ کہ آپ کی زبان فیض ترجمان سے یہ لفظ مناسب نہ تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ چونکہ آپ نے تمام عمر بے شمار قلابازیاں کھائی ہیں

اس لئے اس لفظ کے سوا اور کوئی موزوں لفظ اظہار خیال کے لئے آپ کو نہیں ملا۔ اگر میں آپ کی تمام قلابازیاں لکھنے بیٹھوں۔ تو مضمون لمبا ہو جائے گا۔ اور پڑھنے والے بھی تھک جائیں گے۔ ان کو میں کسی اور فرصت اور وقت کے لئے چھوڑتا ہوں۔ سردست نمونے کے طور پر آپ کی صرف دو ایمانی قلابازیوں کا ذکر کافی ہوگا

(۱) مولوی کرم دین صاحب بھیں (جہلم) کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف دائر ہوا تھا۔ شہادت دیتے وقت آپ نے حلفاً تسلیم کیا تھا کہ "مرزا صاحب ملزم، مدعی نبوت ہے۔ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ نبوت اسی قسم کا ہے۔ کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی شریعت نہیں لایا" یہ سنہ ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے۔ اسی قسم کے الفاظ سنہ ۱۹۱۳ء کے شائع شدہ اعلانات مندرجہ پیغام صلح میں بھی موجود ہیں۔ اب خطبہ زیر بحث میں "میاں صاحب رجوع کریں گے" کی سُرخی کے نیچے آپ نے بغیر کسی تشریح کے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کہ ہم "مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں" میں اس کے جواب میں صرف اسی قدر کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی مناسب جزا دے۔ ؛

(۲) سنہ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ نے حضرت خلیفہ اول رضؓ کی بیعت کی۔ اور باوجود ایک دو دفعہ تجدید بیعت کرنے کے سنہ ۱۹۱۴ء تک بیعت خلافت کے پابند رہے۔ لیکن سنہ ۱۹۱۴ء میں جب حضرت حکیم الامتہ کے وصال کے بعد قادیان میں آپ کی ذاتی امارت یا خلافت قائم نہ ہو سکی۔ تو حبث علم بغاوت بلند کر دیا خدارا فرمائیے۔ یہ قلابازی کیسی تھی۔ کیا یہ قلابازیاں صرف اس لئے نہ تھیں۔ کہ آپ قادیان میں اپنی امارت قائم نہ کر سکے۔ میں نے تو کبھی ایسی غرض سے کوئی قلابازی نہیں کھائی۔

حضرت مولانا نے اس خطبہ میں ایک پیشگوئی بھی کی ہے۔ جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ "میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر میاں محمد صادق صاحب سوچیں گے۔ تو ضرور رجوع کریں گے" مگر میرے مکرم مولانا نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ نعوذ باللہ اسلام اور احمدیت سے پھر کر رجوع کس طرف ہوگا۔ اگر ان کی مراد یہ ہو۔ کہ میں ان کی طرف رجوع کر سکتا ہوں۔ تو انہیں یاد ہونا چاہیئے۔ کہ اس رجوع کا فیصلہ تو اسی وقت ہو گیا تھا۔ جبکہ: (۱) سنہ ۱۹۴۰ء میں میں نے مجلس معتمدین کے اجلاس میں آپ کے "دین کو دنیا پر مقدم" کرنے والے نمونہ کو دیکھ کر استعفےٰ دیا تھا۔ جو نہ صرف اعزازی نظارت امور عامہ (جنرل سکرٹری) کے عہدہ سے تھا۔ بلکہ مجلس منتظمہ اور مجلس معتمدین سے بھی تھا۔ اس کی تفصیل سردست چھوڑتا ہوں۔ وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جبکہ حضرت مولانا چند روپوں کی خاطر استعفےٰ دینے پر تیار ہو گئے تھے۔ اور گو میں جانتا تھا۔ کہ ان کا استعفاء محض دھمکی ہے۔ کیونکہ انہوں نے کئی دفعہ استعفےٰ دیا۔ اور جونہی کام ہو گیا۔ واپس لے لیا۔ میں نے یہی مناسب سمجھا۔ کہ میں خود ہی مستعفی ہو جاؤں

(۲) رقم بالا تفصیل سے مولانا کو خود حکیم عبدالعزیز کو حضرت صاحبزادہ صاحب کے خلاف پراپیگنڈا کے لئے

روپیہ دیتے دیکھا جس کا بعد میں یعنی ۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء کو انہوں نے خانۂ خدا میں خطبہ دیتے وقت یوں انکار کیا۔ کہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے خلاف تشہیر میں کبھی حصہ نہیں لیا (ملاحظہ ہو پیغام صلح مورخہ ۲۸/۴/۴۲) ہاں اگر رجوع سے ان کی مراد یہ ہے۔ کہ میں خدانخواستہ احمدیت چھوڑ کر غیر احمدی ہو جاؤں یا بہائیت اختیار کر لوں گا جس کے متعلق پشاور تک پروپیگنڈا کر کے ثواب حاصل کیا گیا ہے۔ تو اور بات ہے مگر ان کو یہ بھی بتانا چاہیئے۔ کہ غیر احمدیت اور بہائیت، احمدیت سے بہتر ہے۔ میرے نزدیک مولوی صاحب کو تمام حالات جانتے ہوئے خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اگرچہ میں ان کے ساتھ نہیں رہا۔ مگر احمدیت سے بھی باہر نہیں گیا۔ اور وہ اگر غور کریں۔ تو اس ثواب کے بھی مستحق وُہی ہیں۔

رہا میرے عقائد کا معاملہ۔ اس کے متعلق میرا اعلان موجود ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا ہے "خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کا جو بیان الفضل میں شائع ہوا ہے۔ اس میں وُہ یہ تو برداشت نہیں کر سکے۔ کہ لکھیں میرے عقائد ابھی جماعت احمدیہ لاہور کے ہی عقائد ہیں" اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ بیعت کرنے سے پہلے میں نے احمدیہ لائبریری قادیان سے اخبار بدر مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۱ء کا فائل لے کر صفحہ ۱۰ کا حوالہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ مجھے اپنے اطمینان کی ضرورت تھی۔ جو میں نے کر لیا۔ اور مجھے بخوبی علم تھا۔ کہ مولوی صاحب میرے عقائد سے ناواقف نہیں ہیں۔ اپنا مختصر بیان دیتے وقت تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہ تھی۔ ویسے اگر آپ کی اور قادیان والوں کی تحریرات کا مقابلہ کر کے دیکھا جائے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرق اگر کچھ ہے۔ تو لفظی ہے عملاً کچھ نہیں۔ اور اگر امارت اور خلافت کا معاملہ درمیان میں نہ ہوتا۔ تو آپ کبھی وُہ کچھ نہ لکھتے۔ اور نہ کہتے۔ جو ۱۹۱۴ء کے بعد سے لکھتے اور کہتے چلے آتے ہیں۔ اور آپ نے یہ سب کچھ اس لئے کیا۔ کہ اس کے بغیر آپ کی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد (امارت) تعمیر نہ ہو سکتی تھی۔ نہ آپ کو وُہ اہلیت مل سکتی تھی۔ جس کو اب آپ وراثت کی شکل دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ میں اس وقت سے دیکھ رہا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کے قادیان والوں سے اختلافات محض اپنی امارت قائم کرنے اور قائم رکھنے کے لئے ہیں۔ انہیں اپنی ذاتی حیثیت اور وجاہت قائم رکھنے کے لئے ان کی ضرورت ہے۔ وُہ ان کے بغیر اپنے بھولے بھالے معتقدین کے قائد نہیں رہ سکتے۔ اور مقامات پر تو میں نہیں گیا۔ لاہور، دہلی۔ اور راولپنڈی کی جماعتوں کو میں نے دیکھا ہے۔ دیگر جماعتوں کے حالات سے میں بحیثیت آنریری جنرل سکرٹری واقف ہوں۔ جہاں تک افراد جماعت اور ترقی جماعت کا تعلق ہے مجھے تو ہر جگہ انتشار اور تنزل کے آثار کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔ بایں ہمہ مولوی صاحب ترقی کے مدعی ہیں۔ مولانا مکرم فرق صرف اتنا ہے۔ کہ آپ چندوں میں جماعت کی ترقی دیکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو روحانیت اور جماعت کے مقابلہ میں صرف چندوں اور ڈپوں کی ضرورت ہے۔ مگر میرے نزدیک اصلی ترقی افراد اور روحانیت کی ہے۔ ورنہ پیسے تو

ہر سرمایہ دار بھی اکٹھے کرتا رہتا ہے۔ اور قلی بھی۔ مگر اس لحاظ سے وُہ طاقتور نہیں کہلا سکتا۔ طاقت کا راز جماعت کی ترقی میں مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ لاہور میں رہتے ہُوئے کبھی احمدیہ بلڈنگس کے باہر نکل کر جلسہ یا لیکچر کرنے کی جُرأت نہیں کر سکے۔ مگر قادیان والے باہر سے آکر ہزاروں کے مجمع میں اپنا نقطۂ نگاہ بیان کرتے ہُوئے نہیں ڈرتے پچھلے چند ایام میں انہوں نے ہوشیارپور۔ لاہور۔ اور لدھیانہ میں پے درپے کامیاب جلسے کر ڈالے۔ مگر آپ کو ۱۹۴۱ء کے بعد جبکہ ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن میں آپ کی جماعت کا ایک ناکام جلسہ ہُوا پھر باہر نکلنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ میرے مکرم مولانا۔ اگر آپ بُرا نہ منائیں۔ تو عرض کروں۔ کہ گھر بیٹھ کر چھوٹی حاضری۔ بریکفاسٹ لنچ۔ ڈنر اور سپر کا وظیفہ پڑھنے والے تبلیغ کا کام نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے بڑی مشقت اور جانفشانی کی ضرورت ہے اور مجھے تو اس کے علاوہ یہ بھی یقین ہو چلا ہے۔ کہ آپ کو تحریک احمدیت کی کامیابی پر بھی ایمان اور یقین نہیں۔ یہ کیوں اس لئے کہ (۱) جن لوگوں کو اپنی تحریک پر یقین ہوتا ہے۔ وُہ اس پر سب کچھ نثار کر ڈالتے ہیں۔ آپ نے لوگوں کو تو اکثر کہا۔ کہ اپنے بچوں کو اس تحریک میں کام کے لئے پیش کریں۔ مگر نہ تو کوئی اپنا بچہ اس تحریک کے کام کے لئے تیار کیا۔ اور نہ ہی لگایا۔ اور نہ ہی اپنے متعدد رشتہ داروں (بالخصوص ممبروں) میں سے کسی کے بچوں کو تبلیغ اور اشاعت کے کام پر لگایا۔ اس کے مقابل ذرا قادیان والوں کو دیکھئے۔ وہاں کا ہر فرد اس تحریک کی کامیابی پر وثوق اور ایمان سے مالامال نظر آتا ہے۔ اور رات دن اسی دُھن میں مصروف اور مسرور ہے۔

(۲) ابھی حضرت مسیح موعودؑ مجدد اعظم کا زمانہ ختم نہیں ہُوا۔ اور آپ مجدد کے آنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

(۳) آپ ابھی سے اپنی تصنیف کی ہوئی کتابوں کی آمد و طباعت اور اشاعت کو انجمن سے علیحدہ کر رہے ہیں۔ اور اپنے ایک عزیز کے سپرد کر رہے ہیں۔ تاکہ اگر تحریک بند ہو جائے۔ تو ان کی آمدنی میں فرق نہ آئے۔

یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اختلاف عقائد کو چھوڑ کر جس کی وضاحت میں پہلے کر چکا ہُوں۔ آپ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے خلاف اپنے خطبہ میں جن الزامات کا ذکر کیا ہے۔ ان کے متعلق آپ کے پاس کوئی ثبوت موجود نہیں جس کی عدم موجودگی میں مجھے ان کو آپ کے ذاتی عناد پر محمول کرنا پڑے گا۔ اور آپ ان کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور جوابدہ ہونگے۔ ہاں مجھے یہ بھی کہنا ضروری ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اور اکثر احباب قادیان آپ کی انتہائی اور اخلاقی مخالفت کے باوجود متمنی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو پھر مرکز کی طرف رجوع کرنے کی توفیق دے اور بعض تو درد دل سے رو رو کر دُعائیں بھی کرتے ہیں۔ اور آپ کی طرف سے بکلی مایوس نہیں۔ خدا کرے ان کی دُعائیں کامیاب ثابت ہوں۔ اور آپ کی دُعاؤں کی طرح خالی نہ ہوں۔ جن کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ اور نہیں نکلتا دیکھا گیا ؏

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دُعا کی :۔ — اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے قول و فعل میں تطابق کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے بچھڑے بھائی ہم سے پھر آملیں۔ اور جس طرح اخویم مکرم سید امجد علی شاہ صاحب نے بیعت خلافت کر کے جرأت دکھائی ہے۔ وُہی جرأت اور درد ان کو بھی نصیب ہو۔ آمین :۔

جلسۂ دہلی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کا ایمان افروز اعلان

۱۶- اپریل ۱۹۴۴ء کو ۴ بجے دن جماعت احمدیہ دہلی کے زیر اہتمام ایک نہایت اہم جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مصلح موعود والی پیشگوئی پر تفصیلی تقریر کرتے ہوئے معارفِ قرآنیہ کے متعلق اپنے چیلنج کو دہرایا اور فرمایا کہ اب بھی میں یہ دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ بے شک ہزار عالم بیٹھ جائیں، اور قرآن مجید کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں۔ مگر دُنیا تسلیم کرے گی۔ کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور رُوحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ میں خدا سے خبر پا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ وہ پیشگوئی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا تھا۔ پوری ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق مَیں ہی ہُوں۔ مَیں اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ یہ رؤیا جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔ خدا نے مجھے بتایا ہے۔ میں نے خود نہیں بنایا۔ اگر میں اس بیان میں سچا ہوں۔ اور آسمان و زمین کا خدا شاہد ہے۔ کہ میں سچا ہُوں۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آخر ایک دن میرے اور میرے شاگردوں کے ذریعہ سے رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ساری دُنیا پڑھیگی، اور ایک دن آئیگا جب ساری دُنیا پر اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شان کے ساتھ اسلام کی حکومت قائم ہو جائیگی۔ جیسا کہ پہلی صدیوں میں ہُوئی تھی :۔

چونکہ اس جلسہ میں غیر احمدی عوام نے اپنے علماء کی انگیخت پر شور و شر پیدا کرنے کی کوشش کی تا کسی طرح جلسہ منعقد نہ ہو سکے۔ ان کی ہنگامہ آرائی کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ جاری رہا اور قریباً ۹ بجے ختم ہوا۔ آخری تقریر میں حضور نے فرمایا۔ کہ اس قسم کی شر انگیزی سے کیا فائدہ؟ ہر انسان نے بہر حال ایک دن مر جانا ہے۔ اس لئے آؤ میں ایک مفید اور صحیح طریق فیصلہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہُوں۔ اور وُہ یہ کہ آپ لوگ اپنی اپنی قوم سے اسلام کی تبلیغ کے لئے زندگی وقف کرنے والے نوجوانوں اور جائدادیں وقف کرنے والے لوگوں کا مطالبہ کریں۔ میں بھی اپنی غریب جماعت سے یہی مطالبہ کرونگا۔ تا اس طرح امریکہ۔ یورپ اور دوسرے ممالک میں تبلیغ دین کا انتظام بھی ہو سکے۔ اور یہ بھی ظاہر ہو جائے۔ کہ ہم میں سے کس کے دل میں اسلام کا سچا درد ہے۔ حضور نے یہ بھی اعلان فرمایا۔ کہ میری تازہ تحریک پر اس وقت تک بھی ڈیڑھ سو نوجوان تبلیغ اسلام کے لئے زندگی وقف کر چکے ہیں، اور ایک کروڑ روپیہ کی جائدادیں اشاعتِ دین کی خاطر وقف کی جا چکی ہیں۔ الحمد للہ۔

اخیر پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے جملہ حاضرین سمیت دُعا فرمائی۔ اور جلسہ برخاست ہُوا۔ و آخر دعوینا ان الحمد للہ رب العلمین

جلد ۳ فہرست مضامین نمبر ۴

حکیم عبد اللطیف شاہد منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا